سلسلۂ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر ۹

تفسیر السّمٰوات

جسمیں

وجود آسمان کی فلسفیانہ و عالمانہ تحقیق کیگئی ہے

اور بتایا گیا ہے کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں لفظ "سماء" (آسمان) وارد ہوا ہے اُس سے کیا مراد ہے اور اہل عرب کس مفہوم کے لئے اس کو استعمال کرتے تھے

مؤلفہ
ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر (غفرلہ)
بانی مدرسۃ العلوم علیگڈھ

۱۹۰۹ء

مطبوعہ نولکشور سٹیم پریس لاہور

تعداد جلد ۱۰۰۰ قیمت ۱۸/

اورینٹل ٹریڈنگ کمپنی کی نوطبع وجدید کتب

آثار اکبری

یہ کتاب دارالحکومت فتحپور سیکری اور اُسکے مضافات کی قدیم اور عظیم بالشان اکبر شاہی عمارتوں کی ایک نہایت مفصل تاریخ ہے جسکے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے کس شان وشکوہ کی عمارتیں تعمیر کی تھیں۔ اُن کا خاص فن تعمیر کس قدر عجیب وغریب اور حیرتناک تھا۔ جرِ ثقیل کے علم میں وہ کس قدر ماہر تھے۔ رفاہ عام کے مخصوص تعمیرات میں اُن کی کیسی کیسی شاندار یادگاریں تھیں۔ اور اُنھوں نے واٹر ورکس اور از خود آٹا پیسنے والی کلیں کیسی اہم ایجاد کی تھیں۔ عمارتوں کے ساتھ بانیان عمارت کے حالات بھی لکھے ہیں۔ کتابے اور شاندار عمارتوں کے نقشے بھی دیدیئے ہیں ناظرین اسکے مطالعہ سے اس بیسویں صدی میں اکبر وجہانگیر کے عہد کا تمدن بچشم خود دیکھ سکتے ہیں۔ قدیم عظمت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے عبرت خیز کتاب ہے قیمت عہ

حیات خسرو

حضرت امیر خسرو دہلوی کو اہل ایران خسرو شعرا مانتے ہیں۔ وہ فارسی لٹریچر کے مجتہد اور ایک خاص طرز کے موجد تھے۔ کاتبی قزوینی وغیرہ نامورانِ عجم کو اُنکے اتباع پر ناز ہے۔ ہندی اور سنسکرت میں بھی وہ یگانۂ روزگار تھے اور ہماری زبان (اُردو) کی بنیاد اُنھیں سے پڑی ہے۔ اس کتاب (حیات خسرو) میں اُنکے واقعات زندگی پر ہر پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اُنکے کلام کے ہر صنف کا مکمل نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ نہایت دلچسپ اور دلکش سوانح عمری ہے۔ قیمت ۔۔ ۱۲ر

الدین یُسر

یہ محققانہ رسالہ درحقیقت حدیث نبوی اِنَّ الدِّینَ یُسر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر السمٰوات

ہم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ علماء اسلام نے کوئی خاص علم ہیئت ایسا مقرر کیا ہے جس کی بنا قرآن مجید یا حدیث پر ہو جہانتک ہم کو معلوم ہے وہ یہی ہے کہ جو عام ہیئت یونانی حکیموں نے اختیار کیا تھا وہی بعینہ بذریعہ ترجموں کے جو یونانی زبان سے عربی زبان میں ہوئے ہم مسلمانوں میں بھی پھیل گیا۔ جب قرآن مجید کی تفسیریں لکھی گئیں اور قرآن مجید کی کسی آیت میں کوئی ایسا مضمون آیا جو علم ہیئت سے علاقہ رکھتا تھا تو اُنھوں نے اُس کی تفسیر اُسی یونانی عام ہیئت کے اصول پر کی یہاں تک کہ قرآن مجید میں سات آسمانوں کا ذکر تھا اور یونانی نو آسمان مانتے تھے تو علماء اسلام نے اُن سات آسمانوں میں عرش اور کُرسی کو ملا کر پورے نو کر دیئے پس ہم سمجھتے ہیں کہ علماء اسلام نے یونانی علم ہیئت کو تسلیم کیا اور اُسی کے اصول کو مذہبی کتابوں اور قرآن مجید کی تفسیروں میں داخل کر دیا رفتہ رفتہ وہ مذہب کے ساتھ اور مسائل مذہبی میں ایسا مل جُل گیا کہ یونانی علم ہیئت سے انکار کرنا گویا مسائل ضروریہ مذہب سے انکار کرنا خیال میں سما گیا پس جس قدر کہ ہم کو انکار ہے اُنھی مسائل علم ہیئت یونانیہ سے ہے

جنکو علماء اسلام نے مسائل مذہبی و تفسیر قرآن مجید میں شامل کیا ہے +

یونانی حکیم آسمانوں کا ایک ایسا جسم مانتے ہیں جو نہایت مضبوط و سخت ہے اور وہ ایک مکان کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ مثل کرہ کے گول اور اندر سے خالی ہے جیسے انڈے کا چھلکا اور دُنیا کے چاروں طرف کو گھیرے ہوئے ہے اور تمام دُنیا اُن کے اندر ایسی ہے جیسے کہ انڈے کے چھلکے میں اُس کے اندر کی زردی وسفیدی +

وہ کہتے ہیں کہ بیچوں بیچ میں زمین اِسی طرح پر ہے جیسے کہ انڈے میں انڈے کی زردی اُس کے اوپر پانی ہے مگر جس طرح کہ بعض دفعہ انڈا اُبالنے میں اُس کی زردی ایک طرف کو ہو جاتی ہے اور سفیدی سی باہر نکل آتی ہے اِسی طرح زمین بھی بیچ میں سے ٹل گئی ہے اور پانی کے ایک طرف نکل آئی ہے جس کے اوپر ربع مسکون یعنی دُنیا ہے[ل] پھر وہ کہتے ہیں کہ پانی پر ہوا ہے اور ہوا پر کرہ آتش ہے اور کرہ آتش پر اوّل آسمان ہے جس میں چاند ہے پھر دوسرا آسمان ہے جس میں عطارد ہے پھر تیسرا آسمان ہے جس میں زہرا ہے پھر چوتھا آسمان ہے جس میں آفتاب ہے پھر پانچواں آسمان ہے جس میں مریخ ہے پھر چھٹا آسمان ہے جس میں مشتری ہے پھر ساتواں آسمان ہے جس میں زحل ہے پھر آٹھواں آسمان ہے جس میں یہ لاکھوں

ل یونانیوں کو اِس بات کی خبر نہ تھی کہ اِس دُنیا کے نیچے دوسری دُنیا آباد ہے اگر اس کی خبر ہوتی تو ایسا خیال نہ کرتے +

ثوابت جڑے ہوئے ہیں پھر نواں فلک الافلاک ہے جو سب کو محیط ہے +

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ فلک الافلاک کے اوپر کچھ نہیں ہے یعنی فلک افلاک کے اوپر مکان کا اطلاق نہیں ہے اور اسی سبب سے وہ نہیں بتاتے کہ فلک افلاک کی سطح محدب کس کی مماس ہے یعنے اُس کے اوپر کیا ہے مگر یہ کہتے ہیں کہ اُس کی سطح مقعر فلک نہم کی سطح محدب کی مماس ہے اور اسی طرح تمام آسمانوں کی سطح مقعر اُس کے نیچے کے آسمان کی سطح محدب سے مماس ہے اور اسی لئے وہ قائل ہیں کہ زمین سے فلک الافلاک تک کہیں خلا نہیں ہے +

وہ اس کے بھی قائل ہیں کہ تمام آسمان معہ کواکب کے جو اُن میں جڑے ہوئے ہیں زمین کے گرد پھرتے ہیں اور زمین اُن میں مثل مرکز کے ہے کرہ میں انہی اصولوں کو علماء اسلام نے بھی اختیار کیا ہے اور انہی اصول پر قرآن مجید کے مفسروں نے قرآن کی تفسیر کی گو کہ بعض بعض باتوں میں کچھ اختلاف بھی کیا ہو مگر نظام یہی تسلیم کیا ہے۔ اس کتاب کے ساتھ جو ایک پرچہ شامل ہے اُس میں جو شکل نمبر اول کی مندرج ہے اُس سے بخوبی تصویر آسمانوں اور ستاروں کی سمجھ میں آسکتی ہے جس طرح پر کہ یونانی حکیموں نے مقرر کی ہے +

اب ہم یہ دعوے کرتے ہیں کہ جس طرح پر یونانی حکیموں نے آسمانوں کا مجسم ہونا تسلیم کیا ہے اور اُن کو معہ کواکب زمین کے گرد پھرتا مانا ہے یہ بالکل غلط اور خلاف واقع ہے اور علماء اسلام نے بڑی غلطی کی ہے جو انہی اصولوں کو اپنے مذہبی مسائل میں ملا دیا ہے اور قرآن مجید

کی آئیوں کی تفسیر اُسی یونانی علم ہیئت کے مطابق کی ہے کیونکہ وہ بناء فاسد علی الفاسد ہے +

ہم کو مشاہدہ سے بذریعہ دوربین کے (جو ہمارے نزدیک اور ہر ایک انسان کے نزدیک جو ذرا بھی واقفیت اور عقل رکھتا ہے دلیل قطعی ہے) برخلاف اُس کے ثابت ہُوا ہے جو آسمانوں اور کواکب نظام یونانی حکیموں نے قرار دیا ہے اور جس کی تفصیل ذیل میں مندرج ہے +

اوّل - اِن سات سیّاروں کے سوا جن کو ہر کوئی دیکھتا اور جانتا ہے اور جن کے لئے یونانیوں نے سات آسمان مثل انڈے کے چھلکے کے قرار دیئے تھے اور بھی سیارے بذریعہ دوربین کے دکھائی دیئے ہیں جو اب تعداد میں دس یا گیارہ شمار ہوئے ہیں پس یونانیوں نے جو سات آسمان سات ستاروں کے لئے قرار دیئے تھے وہ بالکل غلط ہو گئے اور علماء اسلام نے جو لفظ سبع سمٰوات کی تفسیر میں وہی یونانی حکیموں کے سات آسمان سمجھے تھے یقینی اُن علماء نے غلطی کی تھی کیونکہ کلام الٰہی کبھی خلاف واقع نہیں ہو سکتا پس اس سے ثابت ہے کہ سبع سمٰوات سے یہ مطلب نہیں ہے جو علماء اسلام نے تفسیروں میں قرار دیا ہے +

دویم - مشتری کے گرد چار چاند اور زحل کے گرد سات چاند اور جر جیس کے گرد جو نیا سیارہ دکھائی دیا ہے چھ چاند دوربین کے ذریعہ سے دکھائی دیئے ہیں اور وہ اپنے اپنے سیارہ یعنی مشتری و زحل و جر جیس کے گرد پھرتے ہیں اور ہم اُن کی گردش کو اپنی آنکھ سے بذریعہ دوربین کے دیکھتے ہیں پس اگر آسمان ایسے ہی مجسم ہوتے

جیسے کہ یونانی حکیم قرار دیتے ہیں اور جیسا کہ علماء اسلام نے غلطی سے قرار دیا ہے تو اُن چاندوں کا گرد اُن ستاروں کے پھرنا ممکن نہ تھا +

فرض کرو کہ ایک کوٹھڑی ہے اور غول کبوتروں کا اُس کے اوپر سے اندر گھستا ہے اور دروازہ سے نکلتا ہے تو ہر شخص یقین کرے گا کہ اُس کوٹھڑی پر چھت نہیں ہے یا کبوتروں کے گھُسنے کے بقدر کھلی ہوئی ہے یا وہ چھت ایسی ہے کہ کبوتروں کے جانے آنے کو مانع نہیں ہوسکتی ورنہ ممکن نہیں کہ کبوتر اوپر سے کوٹھی میں گھُسنے پس اگر ستارے آسمانوں میں جڑے ہوتے اور آسمان انڈے کے چھلکے کی طرح ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اُن سیاروں کے چاند بغیر آسمانوں کے توڑے اُن سیاروں کے گرد دورہ کرتے +

سوئم - اگلے زمانہ کے یونانی حکیموں نے دم دار ستاروں کو یہ سمجھا تھا کہ آسمان و زمین کے بیچ میں پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر جاتے رہتے ہیں مگر اب مشاہدہ سے بذریعہ دوربین کے ثابت ہوا ہے کہ یہ بات غلط تھی وہ بھی بجائے خود ستارے ہیں اور بہت دور چلے جاتے ہیں اور پھر چلے آتے ہیں اور اُن کی حرکت ایسی بڑی ہے کہ تمام کواکب اور فلک الافلاک مقررہ حکماء یونان سے بھی اونچے ہو جاتے ہیں اور جو کہ دم دار ستارے بھی متعدد ہیں اس لئے متعدد سمتوں پر حرکت کرتے ہیں پس جس طرح کا جسم آسمانوں کا یونانی حکیموں نے قرار دیا ہے اگر ویسا ہی جسم آسمانوں کا ہوتا تو دم دار ستاروں کا یا اس طرح پر حرکت کرنا ناممکن ہوتا یا اُن کی حرکت سے تمام آسمان شیشہ کی طرح چکنا چور ہو جاتے +

دوربین کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے کہ کواکب اِس طرح پر واقع

ہیں جیسا کہ شکل دوم میں بنائے گئے ہیں اور اُن کا دورہ بھی دوربین
کے ذریعہ سے اُسی طرح معلوم ہوتا ہے جس طرح کہ اُس شکل میں دائرے
کھینچے ہیں پس اب خیال کرو کہ اگر آسمان اِس طرح پر مجسم ہوں جیسا کہ
حکماء یونان نے قرار دیا ہے اور ایک کا مقعر دوسرے کے محدب سے
مماس ہو تو مشتری اور زحل اور جرجیس کے چاند کیونکر اُن کے گرد
پھر سکتے ہیں اور اگر آسمانوں میں فاصلہ بھی مانا جاوے تو یہ ذوات الاذناب
یعنی دم دار ستارے کس طرح تمام آسمانوں کو توڑ پھوڑ چکنا چور کر کے نکل
جاتے ہیں ؛

اگر یہ بات کہی جاوے کہ ہم آسمانوں کا جسم ایسا نہیں مانتے جیسا
کہ یونانی حکیموں نے مانا ہے بلکہ ہم ایسا لچ لچا اور ڈھلم ڈھلا مانتے ہیں
جس میں سے سب چیزیں نکل جاتی ہیں جیسے پانی یا ہوا یا اُس سے بھی
زیادہ جسم لطیف مگر اس کہنے پر ہم پوچھتے ہیں کہ ایسا جسم ماننے کی کیا
ضرورت پیش آئی ہے۔ اُس پر ہمارے دوست کہتے ہیں کہ ضرورت
یہ ہے کہ قرآن مجید سے اِنکار لازم نہ آوے ؛

ہم اُس کے جواب میں کہتے ہیں کہ حضرت اگر ایسا ہی جسم
آسمانوں کا مانا جاوے گا تب بھی مفسرین کی تفسیروں سے تو انکار کرنا
پڑے گا کیونکہ سبعًا شدادًا کے جو معنے اُنھوں نے قرار دیئے ہیں
وہ کسی طرح ایسے لچ لچے ڈھلم ڈھلے جسم پر صادق نہ آوینگے اور ضرور
دوسرے معنے قرار دینے پڑینگے ؛

پھر ہم اُن کو دوسری طرح سمجھاتے ہیں کہ قرآن مجید کے سبب
سے کسی چیز کو مان لینا اور اُس کی واقعیت پر کسی دلیل کا نہ لا سکنا

کچھ کام کی بات نہیں ہے۔ جاہل مسلمانوں کا یقین ہمارے یقین سے
بہت زیادہ مضبوط ہے اُن کو تو نہ ہمیں اس بات کے سمجھانے کی
حاجت ہے کہ آسمانوں کا جسم یونانی حکیموں والا جسم ہے یا اور کسی طرح
لطیف والطف لچ لچا اور ڈھلم ڈھلا جہاں تک گفتگو ہے وہ لکھے
پڑھے آدمیوں سے ہے اور مذہب کے سچے ہونے کے دلائل زیادہ
تو اُن لوگوں سے متعلق ہیں جو اِس مذہب کو نہیں مانتے تھے ۔ یا
اُن لوگوں سے متعلق ہیں جو پہلے اِس مذہب کو مانتے تھے مگر کسی
وجہ سے اب اُس سے پھر گئے ہیں پس اگر ان دونوں قسموں کے لوگوں
کے سامنے آپ فرمائینگے کہ ہم آسمان کا ایسا جسم لطیف اِس لئے مانتے
ہیں کہ قرآن کا انکار لازم نہ آوے تو اُس کے دل میں یہ بات کیا اثر
کریگی بلکہ مثل اُس شخص کے جس نے اناڑی شاعر کو کہا تھا کہ شعر
گفتن چہ ضرور نعوذ باللہ وہ یہی جواب دیگا کہ تسلیم کردن قرآن چہ ضرور ؟
علاوہ اسکے نہایت ضعف یقین کی بات ہے کہ ہم قرآن مجید
کے کسی کلام کی نسبت جس میں واقعات اور حقایق موجودہ کا ذکر
ہو یہ کہیں کہ اُس کے واقعی ہونے کا کچھ ثبوت ہمارے پاس نہیں
ہے ایسی بات سے کیا فائدہ ہے جس کے واقعی ہونے کا دل میں تو
یقین نہ ہو مگر صرف زبان سے اقرار کیا جاوے ہمارا ایمان تو قرآن مجید
پر ایسا مستحکم ہے کہ ہم تمام حقایق موجودہ کو اور قرآن مجید کو مطابق
دل سے یقین کرتے ہیں +

چہارم۔ ہم بذریعہ دوربین کے زہرہ کو اور اُس کے سوا اور
ستاروں کو بھی دیکھتے ہیں کہ مثل چاند کے بدر و ہلال ہوتے ہیں

پس اگر وہ ستارے آفتاب کے گرد پھرتے نہ ہوتے بلکہ زمین کے گرد پھرتے ہوتے تو اُن کا بدر و ہلال ہرگز ہم کو دکھائی دینا غیر ممکن ہوتا یونانی حکیموں کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہوئی تھی کہ اور ستارے بھی بدر و ہلال ہوتے ہیں +

پنجم - ہم بذریعہ دوربین کے اپنی آنکھ سے دیکھتے ہیں کہ عطارد اور زہرہ جب آفتاب کے پاس آجاتے ہیں تو کبھی تو وہ آفتاب سے اس طرح پر ملجاتے ہیں کہ آفتاب نیچے ہوتا ہے اور وہ اُس کے اوپر ہوتے ہیں اور کبھی آفتاب اوپر ہوتا ہے اور وہ اُس کے نیچے ہوتے ہیں اور یہ بات ہو نہیں سکتی جب تک کہ آفتاب ساکن نہ ہو اور تمام سیارات معہ زمین کے اُس کے گرد نہ پھرتے ہوں اگر آفتاب چوتھے آسمان میں جڑا ہوا ہوتا اور وہ دونوں اُس سے نیچے ہوتے یعنی عطارد دوسرے آسمان میں اور زہرہ تیسرے آسمان میں اور وہ سب زمین کے گرد پھرتے ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ عطارد و زہرہ کبھی آفتاب کے اوپر آفتاب سے جاکر ملتے یونانی حکیموں کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہوئی تھی کیونکہ اُس زمانہ میں دوربین ایجاد نہیں ہوئی تھی مگر اس زمانہ میں اُن کا مقررہ علم ہیئت مشاہدہ سے غلط ثابت ہوتا ہے پس اِس سے زیادہ انسان کی نادانی کیا ہوگی کہ قرآن مجید کی تفسیر ایسے اصول پر کرے جنکی غلطی علانیہ ہو اور ایسے اصول پر تفسیر کرنے کو کفر سمجھے جو بالکل واقع کے مطابق ہو +

علاوہ اِس کے اور بہت سی دلیلیں ہیں جن سے بخوبی بمنزلہ عین الیقین بلکہ حق الیقین کے ثابت ہوتا ہے کہ یونانیوں نے آسمانوں

کا جیسا ... مانا تھا اور کواکب کو اُن میں جڑا ہوا تسلیم کیا تھا اور یہ
جانتے تھے کہ تمام آسمان معہ کواکب کے زمین کے گرد حرکت کرتے
ہیں اور زمین ساکن ہے یہ محض غلط اور خلاف واقع ہے مگر وہ
دلیلیں فی الجملہ مشکل ہیں اور آلات رصدیہ کی واقفیت کاری اور
علم طبیعات کے جاننے پر موقوف ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ عام لوگ جو
اُن علوم سے محض ناواقف ہیں سمجھ نہیں سکتے کے اس لئے ہم نے
اُن کو بیان نہیں کیا اور صرف چند موٹی موٹی باتیں بیان کی ہیں جو
ہر سمجھدار آدمی کی سمجھ میں آسکتی ہیں خواہ وہ اُن علوم سے واقف ہو یا نہو۔
مشاہدے اور تمام دلیلوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک
وسعت میں خواہ اُس میں کوئی جسم لطیف سیال ہو یا نہو تمام کرات
جو کواکب دکھائی دیتے ہیں پھیلے ہوئے ہیں یہ زمین بھی اُنھی کی مانند
ایک کرہ ہے اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ہم رات کو مختلف مقامات
پر بہت سے غبارے اُڑا دیتے ہیں اور وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور
معلق ٹھیرے ہوئے اور چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اسی طرح یہ سب
کرّے کواکب کے معہ ہماری زمین کے خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ
سے ایک وسعت میں بکھیر دیئے ہیں جو اپنی اپنی جگہ میں ہیں اُن سب
کے بیچ میں آفتاب ہے اور وہ سب اُس کے گرد پھرتے ہیں اور
نہیں معلوم کہ ایسے ایسے آفتاب اور کتنے ہیں اور کتنے ستارے اُن
کے ساتھ ہیں جو اُسکے گرد پھرتے ہونگے کیونکہ خدا تعالےٰ کی قدرت اور
صنعت بے انتہا ہے +

ہمارے مخالفوں کو اور ہم پر مسئلہ وجود آسمان پر فتوے کفر

دینے والوں کو ذرا غور سے اِنصاف کرنا چاہیئے کہ خدا کی قدرت اور عظمت اُس کو صرف اِس دنیا کا جو اُن کے نزدیک مثل ایک انڈے کے محدود ہے خدا اور خالق ماننے میں ہے یا اُس کو ایسی بے انتہا مخلوق کا خالق اور خدا ماننے میں جس کی انتہا مثل اُس کی قدرت کے بے انتہا ہے جیسی یہ ہماری دنیا ہے جس کے لئے یہ آفتاب ہے اور جس سے بہت سے کواکب سیارے متعلق ہیں اِسی طرح اور بہت سے بے انتہا شموس ہیں جن کا نظام ہی جدا جدا ہے اور مثل ہماری دُنیا کے بلکہ اُس سے بھی زیادہ عجیب بے انتہا نظام شمسی جس کے مجموع کو ہم دنیا کہتے ہیں موجود ہیں اور وہ اُن سب کا خالق اور سب کا ایک خدائے واحد ذوالجلال ہے جس کا نہ کوئی ند ہے اور نہ کوئی ضد۔ تعجب ہے کہ صرف ایک چڑیا کے انڈے کے برابر چیز کا خدا کو خدا اور خالق جانتا تو اسلام ہو اور اُس کو ایسا قادر مطلق اور بے انتہا مخلوق کا خالق اور اُس سب کا خدا ماننا کفر ہو فھیھات ھیھات لمثل ھذا الاسلام و مرحبا ثم مرحبا لمثل ھذا الکفر وللہ در من قال +

گر مسلمانی ہمیں است کہ واعظ دارد
وائے گر دریں امروز بود فردائے

ہاں بلا شبہ اب ہم کو اس بات پر غور کرنا باقی ہے کہ جس چیز کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے اور جس کو ہم نے دلیل قطعی یعنی مشاہدہ سے واقعی بیان کیا ہے قرآن مجید یا وہ احادیث صحیحہ جو بدرجہ یقین یا قریب بدرجہ یقین یا قریب بظن غالب پہنچی ہیں اور کوئی نقص یا

کوئی وجہ اُن کے انکار کی بھی نہیں ہے وہ تو اُس کی مخالف نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ اُس کی مخالف ہوں تو دو کاموں میں سے ایک کام ضرور کرنا پڑے گا یا اُس مشاہدہ کو غلط ماننا پڑے گا یا نعوذ باللہ اسلام کو غلط تسلیم کرنا ہوگا مگر میری دانست میں نہ قرآن اور نہ کوئی حدیث صحیح اُس کے برخلاف ہے جسکا ہم مفصل بیان کرتے ہیں +
مگر اُسکے بیان کرنے سے پہلے چند باتیں بیان کرنی ضرور ہیں کیونکہ وہی ہمارے اصول ہیں جن پر ہمارا بیان مبنی ہوگا +

اوّل - یہ کہ ہم اِس بات کو تسلیم نہیں کرنے کے کہ ہمارا بیان اس لئے غلط ہے کہ مفسرین نے اُس کے برخلاف بیان کیا ہے - کیونکہ ہمارے نزدیک مفسرین نے قرآن مجید کی تفسیر اُنہی اصولوں پر کی ہے جو حکماء یونان نے مقرر کئے تھے اور جن کی غلطی ہم کو مشاہدہ سے ثابت ہوئی ہے +

دوسرے - یہ کہ الفاظ قرآن مجید کے وہی معنے لینگے جو آن پڑھ اہل عرب اُن کے معنے حقیقی یا مجازی موافق اپنی بول چال کے سمجھتے تھے نہ وہ معنے کہ کسی علم کے عالموں نے بموجب اپنی اصطلاح کے قرار دیئے ہیں کیونکہ خود خدا نے فرمایا ہے کہ "وما ارسلنا من رسولٍ اِلّا بلسان قومہ" +

تیسرے - یہ کہ قرآن مجید بلسان قوم عرب نازل ہوا ہے زبان اہل عرب بلکہ تمام دنیا کی قوموں کی . . . زبان اُنہی الفاظ پر محدود ہے جن سے وہ اپنے ما فی الضمیر کو تعبیر کرتے ہیں اور اِنسان کے خیال میں یا دل میں بھی وہی چیزیں آسکتی ہیں جنکو وہ حواس

ظاہری و باطنی سے جان سکتا ہے پس جس چیز کو یا اُسکی مثال کو ہم نے نہ کبھی دیکھا ہو نہ چھوا ہو نہ چکھا ہو نہ سونگھا ہو اور نہ ہمارے کان کی قوت سامع نے اُس کا حس کیا اور نہ ہمارے خیال میں آئی ہو اُس کا بیان کسی زبان کے الفاظ سے نہیں ہو سکتا اُسکے بیان سے انسان جبکہ وہ کسی قوم کی زبان میں تکلّم کرے یقیناً عاجز ہے اور خداوند پاک کبھی ایسے لفظ کو استعمال نہیں فرما سکتا جس کے سمجھنے سے وہی قوم عاجز ہو جسکے سمجھانے کے لئے وہ لفظ بولا گیا ہو خدا کی ماہیت ذات ہم کسی لفظ سے بیان نہیں کر سکتے اور نہ خدا ہم کو اپنی ماہیت ذات عربی زبان کے یا اور کسی زبان کے لفظوں میں بتا سکتا ہے کیونکہ کسی زبان میں کوئی لفظ اُس کی اصلیت پر مطلع کرنے کے لئے نہیں ہے*

اِسی طرح جتنی چیزیں ایسی ہیں کہ وہ نہ ہمارے دل میں آسکتی ہیں نہ ہمارے خیال میں اُن کی تعبیر کے لئے کوئی لفظ کسی زبان میں نہیں ہوتا اور جب کہ کوئی شخص اور وہ بھی جو اُن چیزوں کو جانتا ہے کسی قوم کی زبان میں اُن کو نہیں بیان کر سکتا تو ایسا طرز کلام کام میں لاتا ہے جس سے نتیجہ وہی حاصل ہو جاوے جو اُس وقت حاصل ہوتا اگر اُس مطلب کی تعبیر کے لئے کوئی لفظ کسی قوم کی زبان میں ہوتا*

اِس کی مثال یہ سمجھو کہ قرآن مجید میں خدا کی نسبت ہاتھ کا پاؤں کا مُنہ کا لفظ آیا ہے یہ تینوں لفظ انسان کی زبان میں ایک خاص شئے کی تعبیر کرنے کے لئے ہیں مگر چونکہ خدا کی ذات ہمارے ادراک سے خارج ہے تو ہرگز اُن لفظوں کے وہ معنے ہم نہیں لے سکتے جو ید اور ساق اور وجہ کے لیتے ہیں بلکہ اِن لفظوں کے مفہوم سے ہم ناواقف

ہیں البتہ ان لفظوں سے وہ نتیجہ حاصل کرتے ہیں جو اُس وقت حاصل ہوتا اگر خدا کی ذات کی تعبیر کے لئے کوئی لفظ ہوتے ✣
پس جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کے الفاظ سے ہر مقام پر وہی معنے لینگے اور وہی حقیقت سمجھیں گے جو عرب کی زبان میں اُنکے لئے معنے ہیں یہ اُن کی محض غلطی ہے بلکہ الفاظ مستعملہ قرآن مجید کے محل کو دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ محل ایسا ہے جو ہمارے ادراک کے کے محدود احاطہ میں داخل ہے تو بلاشبہ اُس کے ہم وہی معنے لینگے جو زبان عرب میں حقیقتاً یا مجازاً موافق محاورہ زبان عرب کے اُس کے لئے ہیں اور اگر وہ محل ایسا ہے جو ہمارے ادراک سے باہر ہے تو ہم اِس لفظ کے حقیقتاً وہ معنے نہیں سمجھنے کے جو انسان کی زبان میں ہیں بلکہ ہم اُس سے صرف اُس نتیجہ کو حاصل کرینگے جو نتیجہ ہم کو اُس وقت حاصل ہوتا اگر اُس حقیقت کی تعبیر کے لئے کوئی لفظ ہوتا۔ ھذا ما ظھر لی و الحمد للہ علیٰ ذالک وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمدٍ و آلہٖ اجمعین ✣
چوتھے۔ یہ کہ قرآن مجید اگرچہ خالق کل کائنات کا کلام ہے مگر چونکہ وہ بطریق اعجاز انسان کی زبان میں بولا گیا ہے اس لئے اُس کے معنے اور مراد لینے میں فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے وہی امور اُس کے لوازم میں شمار کئے جاوینگے جو ایک اعلےٰ درجہ کی زبان عرب میں معتبر ہوں نہ اور کچھ۔ پس جس طرح کہ فصیح و بلیغ انسان آپس میں بول چال کرتے ہیں اور جو طرز اُنکی بول چال کا ہوتا ہے اُسی کا لحاظ قرآن مجید میں بھی ہمیشہ رکھنا چاہئے ✣
اِن اصول اربعہ کے سمجھنے کے بعد ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ عربی

زبان میں سماء کا لفظ کن کن معنوں میں آیا ہے اور ان بڑہ عرب کس چیز کو اس اسم کا مسمےٰ سمجھتے تھے +

قاموس میں جو لغت زبان عرب کی کتاب ہے صرف اتنا لکھا ہے کہ "السماء معروف" یعنے آسمان وہ ہے جسکو سب جانتے ہیں پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کیا چیز ہے جسکو سب آسمان جانتے تھے یا جانتے ہیں بجز اس نیلی یا سبز چیز کے جو ہم کو دکھلائی دیتی ہے اور کسی چیز کو کوئی شخص (بشرطیکہ وہ مولوی نہو) نہ آسمان جانتا تھا نہ آسمان جانتا ہے یہی نیلی یا سبز چیز جو ہم کو دکھائی دیتی ہے سماء کا مسمیٰ سمجھا جاتا ہے +

اس مقام پر میں نے شرط مذکور بے فائدہ لگائی کیونکہ اگلے بزرگوں اور عالموں کے نزدیک بھی سماء کا مسمیٰ یہی نیلی یا سبز چیز تھی +

ایک بزرگ نے ابی حاتم کی روایت بسند قاسم ابن بزہ ہمارے سامنے پیش کی ہے کہ "قال لیست السماء مربعۃ لکنہا مقبوبۃ یراھا الناس خضرا" یعنے آسمان مربع نہیں ہے مگر قبہ بنایا گیا ہے دیکھتے ہیں اس کو لوگ سبز +

پھر دوسری روایت ثعلبی کی بسند ضحاک پیش کی ہے تفسیر کوہ قاف میں "انہ جبل محیط بالارض من زمرد خضرا خضرۃ السماء منہ" یعنی قاف پہاڑ ہے محیط ساتھ زمین کے زمرد سبز سے سبزی آسمان کی اسی سے ہے +

پھر تیسری روایت ابو الجوزا کی بسند ابن عباس پیش کی ہے کہ "قال ابن عباس قاف جبل من زمردۃ خضراء محیط بالعالم فخضرۃ السماء منہا" یعنی قاف ایک پہاڑ ہے زمرد سبز کا محیط ہے

ساتھ عالم کے پس سبزی آسمان کی اُس سے ہے +

اگرچہ ہم ان روایتوں کو نہیں مانتے اور ضعیف بلکہ موضوع سمجھتے ہیں مگر اتنی بات اِن سے ضرور پائی جاتی ہے کہ اگلے زمانہ کے لوگ لفظ سماء کا مسمی اسی چیز کو جو نیلی نیلی یا سبز سبز دکھائی دیتی ہے سمجھتے تھے +

خدا تعالےٰ نے بھی آسمان کے ہم کو یہی معنے بتائے ہیں بلکہ اِس طرح بتایا ہے کہ یہ آسمان ہے اس کو دیکھو +

سورۂ ہل اتاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "اَفَلَا یَنظُرُونَ اِلَی الْاِبِل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت" یعنی پھر کیوں نہیں دیکھتے اونٹ کو کہ کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے" پس خدا اسی چیز کے دیکھنے کو جو اونچی اور نیلی ہم کو دکھائی دیتی ہے فرماتا ہے اور اسی کا نام سماء لیتا ہے +

پھر سورۂ نحل ایت ۸۱ میں فرمایا ہے "اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مسخرات فی جو السماء" یعنی کیا نہیں دیکھتے اوڑنے والے جانوروں کو کہ فرمانبردار کیے گئے ہیں آسمان کی وسعت میں" پس ہم اسی نیلی نیلی چیز کی وسعت میں پرندوں کو اڑتا ہوا دیکھتے ہیں جس کا نام ہم کو خدا نے سماء بتایا ہے +

پھر سورۂ روم ایت ۴۸ میں فرمایا ہے "اَللّٰہُ الَّذِی یُرْسِلُ الرِّیَاحَ فتثیر سحابا فیبسط فِی السَّماء" یعنی اللہ وہی ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو پھر اُٹھاتی ہیں بادلوں کو پھر پھیلاتا ہے اس کو آسمان میں" پس ہم دیکھتے ہیں کہ اسی نیلی نیلی چیز میں ہوا چلتی ہے

اور اس میں بادل اُٹھتے ہیں اور اسی میں پھیلتے ہیں اور اِسی نیلی نیلی چیز کا نام خدا نے ہمکو سماء بتلایا ہے +

پھر سورہ سبا آیت ۹ میں فرمایا ہے "افلم یروا الی ما بین ایدیھم وما خلفھم من السماء والارض ان نشاء نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفا من السماء" یعنی کیا اُنھوں نے اُس چیز کو نہیں دیکھا جو اُنکے آگے ہے اور جو اُنکے پیچھے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہیں تو اُن کو زمین میں دھنسا دیویں یا اُن پر آسمان سے ٹکڑا ڈالدیں" پس ہمارے چاروں طرف یہی نیلی چیز ہے جو ہمکو دکھلائی دیتی ہے اور جس طرح کہ ہمکو زمین میں دھنس جانے کا خیال آتا ہے اِسی طرح اِس نیلی نیلی چیز کے اوپر سے ٹوٹ پڑنے کا خیال ہوتا ہے اور اِسی نیلی چیز کا نام خدا نے سماء بتایا ہے +

پھر سورہ ق آیت ۶ میں فرمایا ہے "افلم ینظروا الی السماء فوقھم یعنی کیا نہیں دیکھا اُنھوں نے آسمان کو اپنے اوپر" پس یہی نیلی چیز ہم کو اوپر دکھائی دیتی ہے اور اسی کا نام خدا تعالے نے ہم کو سماء بتلایا ہے +

پھر سورہ حج آیت ۶۴ میں فرمایا ہے "ویمسک السماء ان تقع علی الارض یعنی تھام رکھتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے" پس وہ کیا چیز ہے جو ہم کو زمین پر گرنے سے تھام رکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے یہی نیلی نیلی چیز ہے جس کا نام خدا نے ہم کو آسمان بتلایا ہے +

پس لفظ سماء جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ تو اسی چیز پر بولا گیا ہے جس کو اہل عرب سماء سمجھتے تھے ہمارے شفیق جب چاہتے ہیں

کہ سماء کے معنے کچھ اور بدل دیں تو وہ نہایت خفگی سے فرماتے ہیں
کہ "یہ نیلی چھت چنبری اوہن من بیت العنکبوت مثل ہَوا و دخان کے کیا
سماء منصوصہ قرآن یہی ہے اور اسی کی نسبت قرآن میں وارد
ہُوا ہے ءانتم اشد خلقا ام السّماء بناها رفع سمکها + والسّما
بنیناها باید - وہ یہی آسمان ہے جس کی نسبت فرمایا ہے ولقد
جعلنا فی السماء بروجا و زیناها للناظرین + وحفظناها من
کل شیطان رجیم + انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب و
حفظا من کل شیطان مارد لا یسمعون الی الملاء الاعلی + و
من اٰیاته ان تقوم السماء والارض بامره + کیا یہ منجملہ اُن کئی کے
ہے جس کی نسبت قرآن میں ہے یوم نطوی السماء کطی السجل
للکتب + کیا اسی کی نسبت ہے یمسك السماء ان تقع علی الارض
ویوم تشقق السماء بالغمام + یوم تمور السماء مورًا + یوم
تاتی السماء بدخان مبین + اسی کی نسبت فرمایا ہے تبارك
الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیها سراجًا و قمرًا منیرًا
یہی ہے جس کی نسبت قرآن میں ہے وانشقت السماء فهی یومئذٍ
واهیة والملك علی ارجائها + یوم تکون السماء کالمهل + یومًا
یجعل الولدان شیبا السماء منفطر به + اذا السماء فرجت
وفتحت السماء فکانت ابوابا + اذا السماء کشطت + اذا السماء
انفطرت + اذا السماء انشقت + والسماء ذات البروج +
والسماء ذات الرجع" +
مگر ہم ادب سے کہتے ہیں کہ حضرت خفا ہونے کی کوئی بات

نہیں ہے فرمایا تو اسی کی نسبت ہے کیونکہ یہ سب باتیں بقول آپ کے سماء کی نسبت ہیں اور اسی نیلی نیلی سبز سبز چیز کو اہل عرب سماء جانتے تھے پھر بھلا ہم پر خفگی کیا ہے اگر خفا ہونا ہے تو خدا پر خفا ہوجیئے کہ اُس نے اِس نیلی چھت چنبری اوہن من بیت العنکبوت پر کیوں ان صفتوں کا اطلاق کیا جو اس پر صادق نہیں آتیں یا اُسی چیز کو ایسا مانیئے جس پر یہ صفتیں صادق آجاویں یا ہمارے ساتھ ہوجیئے اور ایسے معنے اختیار کیجیئے کہ خدا پر سے نعوذ باللہ کذب کا الزام اُٹھے +

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب
بازی چرخ ازیں یک دو سہ کارے بکند

ایک ہمارے شفیق نے نہایت خوشی سے ہمکو الزام دیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ " لا وجود للسماء جسمانیا " اور اگر یہی سقف چنبری مصداق آیات ہو تو اُس کا ہی تو جسم ہے پھر خود تمہارے اقرار سے تمہارا قول غلط ثابت ہو گیا +

بلاشبہ یہ الزام ہم پر بہت بڑا الزام ہے جس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر جناب آسمانوں کی ایسی جسمانیت ماننے میں ہم کو کچھ عذر نہیں ہم تو اُس جسمانیت کے منکر ہیں جس کو حکماء یونان نے قرار دیا ہے اور جس کی تقلید علماء اسلام نے کی ہے گو کہ بسبب کسی خاص وجہ کے اُن کی ایک آدھ بات سے اختلاف بھی کیا ہو +

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ میں جو ہم گمراہوں کی حمایت کے لئے لکھا ہے ارقام فرمایا ہے کہ " ہمارا اعتقاد نسبت آسمانوں کے یہ ہے کہ وہ ایسی چیزیں ہیں کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے

اور ہمارے اوپر ہیں اور خلقت اُن کی ہماری خلقت سے محکم تر اور شدید اور وہ بے ستون محض قدرت کاملہ سے مرفوع ہیں اور شمس و قمر و نجوم اُن میں ہیں اور قابل انشقاق اور انفطار ہیں پھر وہ لکھتے ہیں کہ ہم اِس اعتقاد کے منکر کو منکر آیات قرآن سمجھتے ہیں" +

کسی کو منکر آیات کہدینا تو بہت آسان بات ہے ہر شخص ایک آیت کے کوئی معنے اپنے نزدیک ٹھیرا کر دوسرے کو کہہ سکتا ہے کہ اس معنے کے نہ ماننے والے کو ہم منکر آیت قرآن سمجھتے ہیں جیسے مثلاً مفسرین کے دو فرقوں میں سے ایک اس بات کا قائل ہے کہ آسمان سقف مسطح ہے اور اُس کے ستون کوہ قاف پر رکھے ہوئے ہیں اور دوسرا اس بات کا قائل ہے کہ آسمان مثل مرغی کے انڈے کے گول ہے پس اس صورت میں جو فرقہ اس کے مسطح ہونے کا قائل ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ جو شخص آسمان کو مثل انڈے کے اعتقاد کرے وہ منکر قرآن ہے اور جو اُس کو انڈے کے مثل کہتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص آسمان کو مسطح کہے وہ منکر قرآن ہے حالانکہ یہ دونو مخالف فرقے اب تک مسلمان مفسروں میں شمار ہوتے ہیں اور اُن کے مذاہب بطور تحقیق و اختلاف آراء بڑی بڑی تفسیروں میں نقل کئے جاتے ہیں پس مولوی محمد علی صاحب کے قواعد کے موافق اُن میں سے بھی ایک تو ضرور منکر قرآن ہوگا مگر اس سے کسی کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ اپنا ہی کچھ نقصان ہے +

مگر جو کچھ مولوی صاحب نے فرمایا اگرچہ وہ کسی قدر ترمیم کے قابل ہے مگر ہم کو اُس سے اِنکار بھی نہیں بیشک آسمان ایسی چیزیں

ہیں کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اُن پر کیا موقوف ہے تمام چیزوں کا
یہاں تک کہ جناب مولوی صاحب کا بھی بنانے والا خدا ہی ہے
دوسرا کوئی نہیں بے شک وہ ہمارے اوپر ہیں مگر یہاں ذرا غلطی
ہے کیونکہ وہ ہمارے پاؤں تلے بھی ہیں بے شک وہ ہماری خلقت
سے محکم تر اور شدید ہیں لیکن اگر لفظ محکم اور شدید سے یہ سمجھا جاوے
کہ جیسے کچی مٹی کی دیوار اور ایک ریختہ کی یا اڑدھات کی دیوار یا جیسے
ایک مٹی پڑی ہوئی چھت اور ریختہ کی ڈاٹ لگی ہوئی تو اس سے ہم کو
معاف رکھیں کیونکہ ہمارے نزدیک قرآن مجید کے اُن لفظوں کا یہ
مطلب نہیں ہے۔ بیشک وہ بے ستون محض قدرت کاملہ سے
مرفوع ہیں یہاں صرف اتنی بات ہے کہ جناب مولوی صاحب کو یہ
نہیں معلوم ہوا کہ وہ قدرت کاملہ کس ذریعہ سے ظاہر ہوئی ہے مگر
ہم کو معلوم ہو گیا ہے کہ عالم اسباب میں وہ قدرت اُس قوت کے
ذریعہ سے ظاہر ہوئی ہے جسکو ہم جذب کہتے ہیں۔ اور مولوی صاحب
کے کلام میں شاید لفظ "مرفوع ہیں" کی جگہ یوں ہونا چاہیئے کہ ہر
ایک کی نسبت مرفوع دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے بھی ہم کو کچھ انکار
نہیں کہ وہ شمس و قمر و نجوم کے مغایر ہیں مگر اتنا کہتے ہیں کہ اُن پر
بھی بوجہ اُنکے مرتفع ہونے کے اطلاق ہو سکتا ہے مگر یہ جو مولوی
صاحب نے فرمایا کہ شمس و قمر و نجوم اُن میں ہیں یہ گول گول بات
ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ شمس و قمر و نجوم اُن میں اس طرح ہیں
جیسے پانی میں مچھلی یا ہوا میں کبوتر تو تو ہم بدل تسلیم کرتے ہیں اور
اگر اُن کے اُن میں ہونے سے اِس طرح کا ہونا مراد ہے جیسے تختہ میں

کیل یا انگوٹھی میں نگینہ تو ہم اُس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ہمارے نزدیک خدا کے کلام کا یہ مطلب نہیں ہے۔ پھر جناب ممدوح ارقام فرماتے ہیں کہ وہ قابل انشقاق وانفطار کے ہیں۔ اِن لفظوں میں جو مولوی صاحب نے فرمائے ہیں قرآن مجید کی بخوبی مطابقت نہیں ہوتی اگر یوں فرماتے کہ اُن پر انشقاق اور انفطار کا اطلاق ہونا ہے یا ہو سکتا ہے تو بالکل صاف ہو جاتا مگر خیر بلحاظ ادب جناب مولوی صاحب کے ہم اُسی کو تسلیم کر لینگے +

اب ہم کو یقین ہے کہ جناب مولوی صاحب ہم سے خوش ہو جاوینگے اور اب ہم کو اور ہمارے مسلمان دوستوں کو بے فائدہ ملحد ومرتد اور منکر قرآن اور بیدین نفرماوینگے کیونکہ ہمارا اس میں کچھ نقصان نہیں اور مفت میں جناب مولوی صاحب کی زبان گندی ہوتی ہے۔ مگر ایک جگہ مولوی صاحب نے ہم لوگوں کی بات کو مجذوبانہ بڑ لکھا ہے پس اُن کا ہم نہایت شکر کرتے ہیں کہ اُنھوں نے ہم کو تکلیفات شرعیہ سے بری کیا ہے مگر پھر نہ معلوم کہ کیوں ملحد و مرتد و بیدین قرار دیتے ہیں مگر ہاں تو مولوی صاحب کی بھی ایسی باتیں ہیں کہ ایک کو دوسری سے مناسبت نہیں خدا رحم کرے +

اب یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ قرآن مجید میں سماء کے لفظ کا اطلاق بمعنے آسمان اسی نیلی چنبری چھت پر آیا ہے خواہ وہ اوہن من بیت العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید +

دوسرے معنوں میں سماء کا اطلاق قرآن مجید میں بادلوں پر آیا ہے بیسیوں جگہ قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے کہ انزل من السماء

ماءً یعنی اُتارا آسمان سے یعنی بادل سے پانی اور کچھ شک نہیں کہ بادل سے مینہہ برستا ہے اور اس جگہ سماء کا لفظ بادل یعنی ابر پر بولا گیا ہے مگر ہمارے شفیق فرماتے ہیں کہ ہم قرآن کے معنے بدل دینگے اور کہیں گے کہ اس سے من جانب السماء مراد ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ سورہ ہود کی ۴ ۵ آیت کی نسبت کیا فرماوینگے جہاں خدا نے فرمایا ہے "یرسل السماء علیکم مدرارًا یعنی بھیجدیگا آسمان کو یعنی ابر کو تم پر برسنے والا" پھر ۴۶ آیت میں فرمایا ہے وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی یعنی اور کہا گیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان یعنی ابر تھم جا۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے اقلعت السماء بعد ما مطرت اذا امسکت یعنی عرب کے محاورہ میں کہا جاتا ہے اقلعت السماء جبکہ برس کر تھم جاتا ہے پس اب کون شخص اس بات پر شبہ کر سکتا ہے کہ قرآن مجید میں سماء کے لفظ کا ابر و بادل پر بھی اطلاق ہوا ہے۔

تیسرے جس چیز میں کواکب پھرتے ہیں اُس پر لفظ فلک کا بھی اطلاق آیا ہے سورہ انبیا آیت ۳۴ میں خدا فرماتا ہے "وھو الذی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون یعنی اور وہ ہے جس نے پیدا کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو ہر ایک بیچ آسمان کے تیرتے ہیں"۔

پھر سورہ یٰس آیت ۴۰ میں فرمایا "لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون یعنی سورج کے لئے لایق نہیں ہے کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات پہلے ہو سکتی ہے دن سے اور سب ستارے آسمان میں چلتے ہیں" اور اہل علم تو

آسمان کی جگہ فلک ہی کا لفظ بولتے ہیں جیسے فلک قمر وغیرہ اور فلک کسی ایسے مجسم کو نہیں کہتے جیسے یونانیوں کا آسمان +

چوتھے سموات کی جگہ طرائق کا لفظ بھی خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے پس ان دونوں لفظوں سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سماء اور فلک اور سموات اور طرائق مرادف ہیں بلکہ صرف استدلال اِس قدر ہے کہ سماء و سموات کی جگہ ان لفظوں کے بولنے سے پایا جاتا ہے کہ آسمان کا ایسا جسم جیسا کہ یونانیوں اور اُن کی تقلید سے علماء اسلام نے تسلیم کیا ہے ویسا جسم اُن کا نہیں ہے +

جناب مولوی محمد علی صاحب نے یا تو ہمارا مطلب نہیں سمجھا یا ہمارا بیان ایسا ناقص ہے کہ عالموں کی سمجھ میں نہیں آتا وہ فرماتے ہیں کہ ستارے حرکت کرنے والے اجسام ہیں پس ضرور ہے کہ مدار اُن کا طویل و عریض و عمیق ہو + + + جب یہ امر مہید ہو چکا تو بعد مدار حرکت سیارگاں اُن لوگوں کی رائے پر جنکے نزدیک خلا محال ہے بلا شک و شبہ جسم ہی ہوگا خواہ جسم لطیف مثل پانی و ہوا کے ہو خواہ کثیف شفاف ایسا جو مانع سیر نہو اور جو لوگ خلا کے امکان کے قائل ہیں اُن کے نزدیک ممکن ہے کہ بعد مجرد ہو یا بعد مجسم +

خدا مولوی صاحب کا بھلا کرے ہم تو اسی مدار کو جس کا ابھی ذکر کیا سماء و سبع سموات مانتے ہیں اور صرف یونانی حکیموں کے آسمان مجسم سے انکار کرتے ہیں نہ ایسے مدار سے جس کا جناب مولوی صاحب نے ذکر کیا اور اِس بات کا کچھ خیال بھی نہیں کرتے کہ خلا محال ہے یا ممکن کیونکہ اسکے محال یا ممکن ہونے پر اب تک کوئی

دلیل قطعی معلوم نہیں ہوئی ہے بلکہ بحالت امکان خلا بھی ہم اُس مدار کو مخلوق بلکہ ذی ابعاد ثلثہ تسلیم کرینگے صرف ہم میں اور جناب مولوی صاحب میں اتنا فرق ہے کہ شاید جناب ممدوح خلا کو غیر مخلوق مانتے ہیں اگر وہ ممکن ہو مگر ہم خلا کو بھی مخلوق مانتے ہیں اور خدا کو سب چیز کا یہانتک کہ خلا کا بھی خالق جانتے ہیں +

تعجب ہے کہ ہم برابر اور اپنی ہر ایک تحریر کے شروع میں کہتے آتے ہیں کہ ہم اُس جسمانیت آسمانوں کے منکر ہیں جو یونانی حکیموں نے تسلیم کی ہے اور جسکو علماء اسلام نے یونانیوں کی تقلید کر کر کے بہ تبدیل قلیل تسلیم کیا ہے اور جزو مذہب قرار دیا ہے +

ہم علماء اسلام کی اُن لغو باتوں سے انکار کرتے ہیں جنمیں اُنہوں نے یونانیوں کی تقلید سے اور موضوع روائتیں سنکر آسمان کو ایسا جسم مانا ہے جو ہم میں اور اوپر کی مخلوق میں آڑ ہے اور لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے دیکھو تفسیر کبیر میں یوم تشقق السماء بالغمام کی تفسیر میں کیا لغو روائتیں لکھی ہیں ایک روایت لکھی ہے کہ انبیاء کے وقت میں کوئے کنتروں میں سے فرشتے نازل ہُوا کرتے تھے آسمان بدستور جوڑے رہتے تھے مگر جب آسمان پھٹ جاوینگے تو زمین میں اور فرشتوں میں کوئی حائل نہیں رہنے کا پس فرشتے زمین پر اتر آوینگے +

دوسرا قول لکھا ہے کہ آسمان کے اوپر تو فرشتے رہتے ہیں مگر جب وہ پھٹ جاویگا تو خواہ نخواہ اُن کو نیچے اُترنا پڑیگا بقول شخصے کہ جب اڈا ہی نہ رہے گا تو بیٹھینگے کہاں پر پھر حضرت ابن عباس

کی طرف روایت کو منسوب کیا ہے اور ساتوں آسمانوں کا پھٹنا اور وہاں کے فرشتوں کا زمین پر آنا بیان کیا ہے پھر اس فکر میں پڑے ہیں کہ زمین پر سب وہ سمائینگے کیونکر پھر اس کے لئے ایک روایت گھڑی ہے +

پھر حضرت مقاتل کی نسبت ایک روایت گھڑی ہے اور اُس میں تو قیامت ہی کردی ہے اُس میں لکھا ہے کہ اول دنیا کا آسمان پھٹیگا اور اُس آسمان پر جو رہتے ہیں وہ اُتر ینگے اور وہ تمام دنیا کے سکان سے زیادہ ہونگے اور اسی طرح ایک ایک آسمان پھٹتا جاویگا اخیر کو کروبی اور فرشتگان حملتہ العرش اُتر ینگے اور پھر سب سے اخیر خدا تعالٰے رب العرش العظیم اُتر یگے کیونکہ وہ تو سب سے اوپر تھے جب سب آسمان پھٹ لئے تب جناب باری کو اُترنے کا رستہ ملا نعوذ باللہ من ھذہ الاباطیل۔ اگر درحقیقت مذہب اسلام یہی ہو تو اس سے دیو اور پری کے قصے ہزار درجہ بہتر ہیں جناب مولوی صاحب قبلہ آپ جو اِن لغویات کی تائید کرتے ہیں یہ اسلام کی خیر خواہی نہیں بلکہ کمال بدخواہی ہے اور جھوٹی باتوں سے اسلام کا بدنام کرنا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جوں جوں ترقی حکمت شہودیہ اور علوم یقینیہ کی ہوگی لوگ اسلام سے پھرتے جاوینگے اور اسلام کو آپ لوگوں کی بدولت لغو سمجھیں گے اور اس سب کا گناہ مولوی صاحبوں کی گردن پر ہوگا اسلام کی دوستی یہ ہے کہ نہ ضحاک کی رعایت کیجئے نہ مقاتل کی صرف اسلام پر عاشق رہئے اور جسقدر غلط روایتیں اور غلط رائیں اسلام میں لگ گئی ہیں جو درحقیقت اسلام کی نہیں ہیں اُن کو اِس طرح نکال ڈالئے جیسے کہ دودھ میں سے مکھی اور اسلام کی

روشنی دہریہ ولا مذہب و حکیم پیرو حکمت قدیم و پیرو حکمت جدید سب کو
ایسی طرح پر دکھائیے کہ سب دنگ ہو جاویں قلم ہاتھ میں لیکر بے سود باتوں
سے کاغذ کو سیاہ کر دینا اور تفسیر القول بما لا یرضے قائلہ کرکے لوگوں کو کافر
وملحد و مرتد کہنا کچھ دینداری کی بات نہیں ہے البتہ جاہلوں میں بیٹھ کر
شیخی کرنے کو اور بڑے پکے دیندار کہلانے کو تو بہت عمدہ ہے ہم کیوں
پیروی کریں اُن علماء کے قول کی جن کا قول خلاف واقع ثابت ہوا ہے
اور کیوں پیروی کریں اُس تفسیر کی جس سے تمام قرآن مجید نعوذ باللہ
غلط اور خلاف واقع معلوم ہوتا ہے ہم کسی مفسر اور کسی عالم پر ایمان نہیں
لائے جو اُن کی بات کی پچ کریں ہم تو خدا پر اور اُس کے رسول محمد
صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اُس کے کلام پر ایمان لائے ہیں اور اُس کے
عاشق ہیں پس جو شخص یا جو قول ایسا ہے جس سے اُن میں نقص لازم
آتا ہے ہم تو اُسکے دشمن ہیں پس نہایت مناسب ہے کہ آپ ہمارے
دشمن ہوجیئے مگر اتنا سمجھ لیجیئے کہ دوست کے دشمن ہوتے ہو اور یہ بات
ہر کوئی جانتا ہے کہ دوست کا دشمن کون ہوتا ہے ؛

پانچویں ۔ سماء کا اطلاق شے مرتفع پر بھی آتا ہے ہم نے اپنے
اس قول کی تائید میں امام فخر الدین رازی کا قول نقل کیا تھا کہ السماء
عبارۃ من کل ما ارتفع اور جناب مولوی محمد علی صاحب نے یہ قول امام
صاحب کا بھی نقل فرمایا ہے کہ ان السماء انما سمیت سماء لسموھا
فکل ما سماک فھو سماء فانزل الماء من السحاب فقد نزل من
السماء یعنی آسمان کا نام سماء اسی سبب سے رکھا گیا ہے کہ وہ بلند
ہے پس جو چیز کہ تجھ سے بلند ہے وہ آسمان ہے پس جب نازل ہوا

یعنیہ بادل سے تو برسا سماء سے ؛"

مگر جناب مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ امام فخرالدین رازی علماء لغت میں سے نہیں ہیں اُن کا قول بیان معانی لغت اور دیگر علوم عربیہ میں معتمد نہیں ؛

پھر ازقام فرماتے ہیں کہ امام رازی نے یہ بات بطریق قیاس فی اللغت کے فرمائی اور چونکہ قیاس فے اللغت مقبول نہیں ہے پس یہ قول بھی اُن کا مقبول نہیں ہوسکتا ؛

خیر ہم کو اس سے تو بحث نہیں ہے کہ امام فخرالدین رازی کو علوم عربیہ کی لیاقت تھی یا نہیں اگر لیاقت تھی تو بھی دلِ ماشاد اور اگر نہ تھی تو جو کچھ مولوی صاحب نے اُن کے حق میں فرمایا ہماری طرف سے بھی بشیں باد مگر اس قدر تو شاید جناب مولوی صاحب بھی تسلیم فرماتے ہونگے کہ بطور استعارہ کے مرتفع چیزوں پر سماء کا اطلاق ہوسکتا ہے پس اِس قدر ہم بھی کہتے ہیں کہ اُن پر بھی سماء کا اطلاق ہوسکتا ہے ؛

یہ ہم کب کہتے ہیں کہ ہر جگہ سماء اور سموات کے معنے اوپر کے یا اوپر کی چیزوں کے لو ہم تو خود سماء کا اطلاق متعدد چیزوں پر اس لئے ثابت کرتے ہیں کہ اُن میں سے جون سی چیز مقتضائے مقام ہو اور سیاق وسباق عبارت سے پائی جاوے وہ مراد لیجاوے نہ کہ یونانیوں کی تقلید سے ہر جگہ وہی فرضی غیرواقعی جسم مراد لیا جاوے جو محض غلط وخلاف واقع ہے ؛

ہم کو نہ مولوی محمد علی صاحب کا اور نہ اور کسی تحریر کا جواب لکھنا

مقصود ہے اس مقام پر اتفاقیہ چند باتیں تقریر کے پھیر میں آگئیں پس ہم نے اُن کی بہت سی بیجا اور غیر صحیح باتوں سے جو تعرض نہیں کیا تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اُن کو تسلیم کیا ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ بے فائدہ اوقات ضائع کرنے سے کیا فائدہ ہے +

اب ہم آیندہ بیان کرینگے جو کچھ ہم نے بیان کیا کوئی آیت قرآن مجید کی اُس کے برخلاف نہیں ہے +

اس بات کے بیان کرنے کے بعد کہ سماء کے لفظ کا کن کن معنوں میں اطلاق ہوا ہے اب ہم قرآن مجید کی جملہ آیتوں پر جو سماء سے متعلق ہیں نظر کرتے ہیں اور اُن سب کو قسم وار بیان کرکر ثابت کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں اُنھیں معنوں میں سماء کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے نہ ایسے جسم محکم وصلب شفاف بلورین پر جیسا کہ یونانی حکیموں نے خیال کیا ہے اور جنکی تقلید علماء اسلام نے کی ہے +

قسم اول۔ وہ آیتیں جن میں لفظ سماء کا بادلوں پر پر اطلاق ہوا ہے

۱۔ وارسلنا السماء علیھم مدرارًا۔ الانعام آیت ۶ +

ترجمہ۔ اور بھیجا ہم نے بادل کو اُن پر دریڑے سے برستا +

۲ و ۳ ۔یرسل السماء علیکم مدرارًا ۔ہود آیت ۵۴ ۔نوح آیۃ ۱۰+

ترجمہ۔ بھیجے بادل تم پر دریڑے سے برستا۔ سورہ ہود میں جو یہ آیت ہے اُس کے ترجمہ میں شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی سماء کا ترجمہ ابر کیا ہے اور باقی دو جگہ مینھہ +

۴ - ۱۴ - انزل من السماء ماء ۔ البقرہ آیت ۲۰ ۔ الانعام آیت ۹۹ الرعد آیت ۱۸ ۔ ابراھیم آیت ۳۷ ۔ النحل آیت ۱۰ و ۶۷ ۔

طٰہٰ آیت ۵۵ ۔ الحج آیت ۶۲ ۔ المومنون آیت ۱۸ ۔ الملائکہ آیۃ ۲۵ الزمر آیت ۲۲ +

ترجمہ ۔ اُتارا بادل سے پانی +

۱۵ ۔ والذی نزل من السماء ماء بقدر ۔ الزخرف آیت ۱۰ +

ترجمہ ۔ اور جس نے اُتارا بادل سے پانی اندازہ سے +

۱۶ ۔ وانزلنا من السماء ماء طھورا ۔ الفرقان آیت ۵۰ +

ترجمہ ۔ اور اُتارا ہم نے بادل سے پانی پاک کرنے والا +

۱۷ ۔ وانزلنا من السماء ماء مبارکاً ۔ ق آیت ۹ +

ترجمہ ۔ اور اُتارا ہم نے پانی بادل سے برکت والا +

۱۸ ۔ وما انزل اللہ من السماء من ماء ۔ البقرہ آیت ۱۵۹ +

ترجمہ ۔ اور وہ جو اُتارا اللہ نے بادل سے پانی +

۱۹ ۔ وینزل علیکم من السماء ماء ۔ الانفال آیت ۱۱ +

ترجمہ ۔ اور اُتارتا ہے تم پر بادل سے پانی +

۲۰ و ۲۱ ۔ کماء انزلناہ من السماء ۔ یونس آیت ۲۵ ۔ الکھف آیۃ ۴۳ +

ترجمہ ۔ مانند پانی کے جسکو اُتارا ہم نے بادل سے +

۲۲ ۔ فانزلنا من السماء ماء ۔ الحجر آیت ۲۲ +

ترجمہ ۔ پھر اُتارا ہم نے بادل سے پانی +

۲۳ ۔ وانزل لکم من السماء ماء ۔ النمل آیت ۶۱ +

ترجمہ ۔ اور اُتارا تمہارے لئے بادل سے پانی +

۲۴ ۔ وانزلنا من السماء ماء ۔ لقمان آیت ۹ +

ترجمہ ۔ اور اُتارا ہم نے بادل سے پانی +

۲۵ - ومن اٰیاتہ یریکم البرق خوفا وطمعًا و ینزل من السماء ماء
الروم آیت ۲۳ +
ترجمہ - اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ دکھاتا ہے تم کو بجلی ڈرانے کو اور لالچ کرنے کو اور اُتارتا ہے بادل سے پانی +
۲۶ - اوکصیب من السماء فیہ ظلمات ورعد و برق - البقرہ آیۃ ۱۸ +
ترجمہ - یا جیسے دھواں دھار مینہہ برسنے کے بادل سے کہ اُس میں ہیں اندھیری اور کڑک اور بجلی +
۲۷ - ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء - العنکبوت آیۃ ۶۳ +
ترجمہ - اور اگر تو پوچھے اُن سے کہ کس نے اُتارا بادل سے پانی +
۲۸ - وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتھا - الجاثیہ آیت ۴ +
ترجمہ - اور وہ جو اُتارا اللہ نے بادل سے رزق یعنے مینہہ پھر زندہ کیا اُس سے زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد +
۲۹ - ۳۱ - من یرزقکم من السماء والارض - یونس آیت ۳۲ - الملائکہ آیت ۳ +
ترجمہ - کون روزی دیتا ہے تم کو بادل سے اور زمین سے - آسمان کے رزق سے بادلوں سے مینہہ برسنا مراد ہے +
۳۲ - وینزل لکم من السماء رزقاً - المومن آیت ۱۳ +
ترجمہ - اور اُتارا ہے تمہارے لئے بادل سے رزق یعنی مینہہ +
۳۳ - وفی السماء رزقکم وما توعدون - الذاریات آیت ۲۲ +
ترجمہ - اور بادل میں ہے رزق تمہارا اور جو کچھ تم سے وعدہ

کیا ہے۔ یعنے بادلوں میں مینہ ہوتا ہے جو رزق پیدا ہونیکا اور زمین سے تمام موعودہ برکتوں کے نکلنے کا سبب ہے +

۳۴۔ ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر ۔ القمر آیت ۱۱ +

ترجمہ۔ پھر کھولدیئے ہم نے بادل کے دروازے دڑبڑے کا پانی پڑنے سے +

۳۵۔ وینزل من السماء من جبال فیها من برد ۔ النور آیۃ ۴۳ +

ترجمہ۔ اور ڈالتا ہے بادل کے پہاڑوں سے جو اُس میں ہیں اولے +

۳۶۔ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع ۔ الطارق ۱۱ و ۱۲ +

ترجمہ۔ قسم ہے پھرنے والے بادل کی۔ قسم ہے زمین اُگانے والی پھیٹاؤ والی کی +

قسم دوم۔ وہ آئتیں جن میں لفظ سماء کا فضاے بلند محیط پر اطلاق ہوا ہے +

۱۔ والسماء ذات الحبك ۔ الذاریات آیت ۷ +

ترجمہ۔ قسم ہے رستوں والی اونچائی کی +

تفسیر کبیر میں لکھا ہے والسماء ذات الحبك قیل الطرایق وعلے هذا فیحتمل ان یکون المراد طرایق الکواکب وممراتها۔ یعنی تفسیر کبیر میں حبک کے معنے طرایق کے یعنے رستوں کے بتائے ہیں اور لکھا ہے کہ شاید اِس سے ستاروں کے رستے اور اُن کے چلنے کی جگہیں مراد ہیں +

اب اِس آیت سے دو بات پر استدلال ہے ایک یہ کہ آسمان ستاروں کے چلنے کی جگہ پر بولا گیا ہے دوسرے یہ کہ وہاں کوئی ایسا جسم

سخت اور صلب شفاف بلوریں نہیں ہے جیساکہ یونانی حکیموں نے خیال کیا تھا اور جسکی تقلید علماءِ اسلام نے کی ہے بلکہ اس مکان مرتفع کا جس میں اجرام یا اجسام کواکب کے دورہ کرتے ہیں سماء نام ہے ہم اس سے بحث نہیں کرتے کہ اُس مکان میں کوئی جسم لطیف جو مانع سیر کواکب نہو موجود ہے یا نہیں کیونکہ ہمارے پاس اُس کے موجود ہونے کے اثبات کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ قرآن مجید کی صحت اور صداقت ثابت کرنے کے لئے ایسے کسی وجود کے تسلیم کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ورصورت اُس کے موجود ہونے کی کچھ وقت ہے +

کواکب بہت سے ہیں اور اُنکی راہیں بھی بہت سی اور جُدا جُدا ہیں اور ہر ایک مکان کے دورہ پر سماء کا اطلاق ہوسکتا ہے مگر جب کہ خدا تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ رستوں والا آسمان تو اُس وقت آسمان سے کوئی خاص مکان یا کوئی خاص جسم مسلمہ حکماء یونان مراد نہیں ہوسکتا اور اس لئے اِس آیت میں لفظ سماء کا بلندی پر اطلاق ہوا ہے جو مکانیت سے خالی نہیں ہے اور جس میں ہزاروں رستے کواکب کے دورہ کے ہیں +

۲ - ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ثم استوی الی السماء فسوٰہن سبع سمٰوات - البقرہ آیت ۲۸ +

ترجمہ - وہ وہ ہے جسنے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور پیدا کیا بلندی کو تو درست کئے متعدد آسمان +

تفسیر کبیر میں لکھا ہے ثم استوٰے الی السماء اے خلق بعد الارض السماء ولم یجعل بینھما زمانا ولم یقصد شیئًا

اخر بعد خلقہ الارض یعنی ثم استوےٰ الی السماء سے زمین کے بعد سماء کے پیدا کرنے کا استعارہ ہے اور اُن دونوں کے پیدا کرنے کے بیچ میں کچھ مدت نہیں لگی اور نہ زمین کے پیدا کرنے کے بعد اور کسی چیز کا قصد کیا +

اور یہ بھی تفسیر کبیر میں لکھا ہے فان قال قائل فھل یدل التنصیص علی سبع سموات علےٰ نفی العدد الزائد قلنا الحق ان تخصیص العدد بالذکر لایدل علی نفی الزاید یعنی کیا سات آسمانوں کی تعداد بیان کرنی اِس بات کی دلیل ہے کہ سات سے زیادہ نہیں ہیں تو ہم جواب دینگے کہ حق یہ ہے کہ کسی خاص عدد کا بیان کرنا اُس سے زیادہ نہونے پر دلیل نہیں ہے +

انہیں وجوہات سے ہم نے ثم استوےٰ الی السماء کا ترجمہ اور پیدا کیا آسمان یعنی بلندی کو اور سبع کا ترجمہ بعوض سات کے متعدد کیا ہے +

علماء متقدمین کو جو یونانی ہیئت کا خیال جما ہوا تھا اس لئے اُنکو اِس قسم کی آیتوں کی تفسیر میں مشکلات پیش آئی ہیں ورنہ حقیقت میں کچھ مشکل نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ ہم بندوں سے جو اس زمین پر بستے ہیں مخاطب ہوکر اُنکے حسب حال کلام کرتا ہے۔ جبکہ اُس نے ہمارے لئے زمین اور اُس کی تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا ذکر کیا تو جو کچھ اُس نے ہم سے اوپر پیدا کیا تھا وہ ہمارے لئے سمٰوات ہوگئی اس لئے اوّل زمین کی چیزوں کا ذکر کیا ہے اور پھر آسمانوں کا +

ہم نے سماء کا ترجمہ بلندی کیا ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ اِس آیت

میں سماء کے لفظ سے کوئی محل خاص یا کوئی یونانیوں والا خاص جسم مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی ایک آسمان کے سات آسمان نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ وہ الگ الگ جداگانہ سات آسمان ہیں اس لئے بجز اس کے کہ اس آیت میں لفظ سماء سے بلندی مراد لیجائے اور کوئی معنے درست نہیں ہوسکتے اور جب اُس کے معنے بلندی لئے گئے تو آیت کے معنے صاف ہوگئے کہ خدا نے بلندی کو پیدا کیا اور اُس میں سات یا متعدد آسمان بنائے +

بلندی ایک فضا یا وسعت محیط ہے جو ہماری سمت الراس پر دکھائی دیتی ہے وہ مکانیت سے خالی نہیں خواہ اُس میں خلا ہو یا نہو مگر جب وہ فضائے مرتفع متعدد نشانوں سے منقسم ہو جاتی ہے تو اُس کے ہر ہر ٹکڑے پر طبقہ یا سماء یا ارتفاع کا اطلاق ہو سکتا ہے اگرچہ ہم یونانی حکیموں کے قول کو تسلیم نہیں کرتے مگر بطور مثال کے سمجھاتے ہیں کہ جو وسعت اُن کے نزدیک زمین سے فلک قمر کے مقعر تک تھی اس کو اُنھوں نے تین ٹکڑوں پر منقسم کیا تھا جنکو وہ کرہ ہوا اور کرہ زمہریر اور کرہ نار سے تعبیر کرتے تھے اسی طرح اُس وسعت کی تقسیم سموات پر ہوتی ہے یعنی اُس وسعت کے اُس محل کو جہاں یہ نیلی نیلی چیز ہم کو دکھائی دیتی ہے ہم آسمان کہتے ہیں اور اُس محل کو بھی جہاں چاند گردش کرتا ہے یا اور ستارے عطارد و زہرہ وغیرہ گردش کرتے ہیں سماء کہتے ہیں کیونکہ یہ سب محل بہ نسبت ہمارے مرتفع ہیں پس اُنھیں محلوں پر خدا تعالےٰ نے سموات کا اطلاق کیا ہے اس بیان کی تصویر اگلی آیت سے بالکل ثابت ہوتی ہے +

۳ - ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعاً اوکرھاً قالتا اتینا طائعین فقضاھن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرھا۔ فصلت آیت ۱۱ و ۱۲ +

ترجمہ - اور پیدا کیا بلندی کو اور وہ دھواں دھار یعنی تاریک تھی پھر کہا اُس کو اور زمین کو حکم مانو خوشی سے خواہ ناخوشی سے دونو نے کہا ہم نے حکم مانا خوشی سے پھر کردیئے سات یا متعدد آسمان دو دن میں اور ڈالدیا ہر آسمان میں اُس کا کام +

جو تقریر کہ ہم نے اوپر بیان کی اُسی تقریر سے اس آیت میں بھی جو لفظ سماء اوّل آیا ہے اُس کے معنے بھی کسی محل خاص یا جسم خاص کے نہیں ہوسکتے +

دخان سے مفسرین نے تاریکی مراد لی ہے اور یہ بالکل ٹھیک ہے اس لئے کہ بلندی میں قبل ظہور کواکب بجز تاریکی کے جسکو دخان سے تعبیر کیا ہے اور کچھ نہیں تھا +

شاہ عبدالقادر صاحب اپنے ترجمہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ "آسمان ایک تھا دھواں سا اُس کو بانٹ کر سات کئے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھیرایا" یہ بالکل تصویر اُسی بیان کی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے یعنی یہ تمام فضاے بلند ایک تھی اسی کو آسمان کہا ہے جب کہ اُس میں اور اور چیزیں پیدا ہوئیں اور اُس فضا کی اُن چیزوں سے تقسیم ہوگئی تو اُسکے ٹکڑوں پر سموات کا اطلاق ہونے لگا +

دیکھو کرہ ہوا میں آفتاب کی نیلی شعاع منعکس ہونے سے نیلی چھت ہم کو دکھائی دیتی ہے اور اُس فضا کو اپنی اُس حد سے تقسیم

کر دیتی ہے اُس محل کو ہم آسمان کہتے ہیں +

چاند اور عطارد وغیرہ کواکب اپنے وجود سے اُس فضا کو تقسیم کر دیتے ہیں جیسے صفحہ کاغذ پر نقاط لگانے سے ہر حصہ محدود ہو جاتا ہے اور پھر اپنے دورہ سے جو آفتاب کے گرد کرتے ہیں ایک محل کو جو بلا شبہ مکانیت کا اُس پر اطلاق ہوتا ہے اُس فضا سے علیحدہ کر لیتے ہیں اس لئے اُنکے ہر ہر محل کو بھی ہم آسمان کہتے ہیں +

۴ - فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانو یفسقون البقرہ آیت ۵۶ +

ترجمہ - پھر اُتارا ہم نے زیادتی کرنیوالوں پر عذاب آسمان سے یعنی اوپر سے اُنکی نافرمانی پر +

۵ - فارسلنا علیھم رجزاً من السماء بما کانوا یظلمون - الاعراف آیت ۱۶۲ +

ترجمہ - پھر بھیجا ہم نے اُن پر عذاب آسمان سے یعنی معاوضہ اُن کی زیادتی کا +

۶ - انا منزلون علے اھل ھذہ القریۃ رجزا من السماء بما کانوا یفسقون - العنکبوت آیت ۳۳ +

ترجمہ - ہم اُتارنے والے ہیں اس بستی والوں پر عذاب آسمان سے یعنے اوپر سے بعوض اُن کی بدکاری کے +

۷ - فامطر علینا حجارۃ من السماء الانفال آیت ۳۲ +

ترجمہ - تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے +

۸ - ان تنزل علیھم کتاباً من السماء - النساء آیت ۱۵۲ +

ترجمہ۔ اُن پر اُتار لاوے کتاب آسمان سے یعنی اوپر سے +

۹ - هل يستطيع ربك ان ينزل علينا مائدة من السماء - المائدہ آیت ۱۱۲ +

ترجمہ - تیرے خدا سے ہوسکتا ہے کہ اُتارے ہم پر کھانا آسمان سے یعنی اوپر سے +

۱۰ - اللهم ربنا انزل علينا مائدة من السماء - المائدہ آیت ۱۱۴ +

ترجمہ - اے اللہ ہمارے پروردگار اُتار ہم پر کھانا آسمان سے یعنی اوپر سے +

۱۱ - ويرسل عليها حسبانًا من السماء - کہف آیت ۳۸ +

ترجمہ - اور بھیجدے اُس پر آفت آسمان سے +

۱۲ - لنزلنا عليهم من السماء ملكا رسولاً - اسرائیل آیت ۹۷

ترجمہ - البتہ ہم اُتارتے اُنپر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام لیکر +

۱۳ - ان نشأ ننزل عليهم من السماء - الشعرا آیت ۳ +

ترجمہ - اگر ہم چاہیں اُتاریں اُنپر آسمان سے ایک نشانی +

۱۴ - ومن يشرك بالله فكانما خر من السماء - الحج آیت ۳۲ +

ترجمہ - اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے یعنی بلندی سے +

۳۳ - وما انزلنا على قومه من بعده من جند من السماء وما كنا منزلين - یٰس آیت ۲۷ +

ترجمہ - اور نہیں اُتارا ہم نے اُس کی قوم پر اُس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور ہم نہیں اُتارا کرتے +

۳۴ - لفتحنا علیهم برکات من السماء والارض۔ الاعراف آیت ۹۶
ترجمہ۔ تو ہم کھولدیتے اُن پر برکتیں آسمان کی اور زمین کی +
۳۵ - ولو فتحنا علیهم بابا من السماء۔ الحجر آیت ۱۴ +
ترجمہ - اور اگر ہم کھولدیں اُنپر دروازہ آسمان سے +
۳۶ - لا تفتح لهم ابواب السماء - الاعراف آیت ۳۸ +
ترجمہ - کبھی نہ کھلیں گے اُنپر دروازے آسمان کے +
۳۷ - یدبر الامر من السماء الی الارض - السجدہ آیت ۴ +
ترجمہ - تدبیر سے اُتارتا ہے کام کو آسمان سے زمین تک +
۳۸ و ۳۹ - وما ینزل من السماء وما یعرج فیها - سبا آیت ۲
و الحدید آیت ۴ +
ترجمہ - اور جو کچھ اُترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ چڑھتا ہے اُسمیں
۴۰ و ۴۱ - أأمنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا
هی تمور ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا۔
آیت ۱۶ و ۱۷ +
ترجمہ - کیا نڈر ہوئے ہو اُس سے جو آسمان میں ہے کہ دھنسا دے
تم کو زمین میں پھر دیکھو وہ لرزتی ہے - کیا نڈر ہوئے ہو
اُس سے جو آسمان میں ہے کہ بھیجے تم پر پتھر برسانے والی ہوا +
۴۲ - ومن یرد ان یضله یجعل صدره ضیقا حرجا کانما
یصعد فی السماء - الانعام آیت ۱۲۵ +
ترجمہ - اور جس کو چاہے کہ راہ سے بھٹکا دے کرتا ہے اُس کا سینہ
تنگ پہونچے گویا آسمان پر بیتنے اوپر کو اُٹھا جاتا ہے +

۴۳- تبارك الذی جعل فی السماء بروجًا وجعل فیها سراجًا و قمرًا منیرا- الفرقان آیت ۶۲ ؛

ترجمہ- بڑی برکت ہے اُس کی جس نے بنائے آسمان میں برج اور رکھا اُس میں چراغ اور چاند روشن ؛

سماء کے لفظ سے جو اِس آیت میں ہے کوئی خاص محل اور خاص جسم مراد نہیں ہوسکتا بجز فضائے مرتفع کے کیونکہ بروج اور سورج اور چاند ایک آسمان میں نہیں ہیں بلکہ ایک فضائے مرتفع میں ہیں ؛

۴۴- ولقد جعلنا فی السماء بروجًا وزیّنّٰها للنّٰظرین- الحجر آیت ۱۶ ؛

ترجمہ- البتہ بنائے ہم نے آسمان میں بُرج اور خوبصورت کیا اُس کو دیکھنے والوں کے لئے ؛

۴۵- والسماء ذات البروج- البروج آیت ۱ ؛

ترجمہ- قسم ہے برجوں والی اونچائی کی ؛

اگرچہ اِس آیت میں برجوں والے آسمان کے معنے بھی لئے جا سکتے ہیں مگر بمناسبت آیت سورۃ الفرقان کے اِس جگہ پر بھی فضائے مرتفع کے معنے لئے گئے ہیں ؛

۴۶- فلیمدد بسبب الی السماء- الحج آیت ۱۵ ؛

ترجمہ- پھر چاہیئے کہ تانے ایک رسّی آسمان یعنی اوپر کی طرف شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی حاشیہ پر لکھا ہے کہ "آسمان کو تانے یعنی اوچان کو" اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی سماء کا ترجمہ جانب بالا کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں "پس باید کہ بیاویزد رسنے بجانب بالا ؛

۴۷ - اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء - ابراہیم آیت ۲۹ ٭
ترجمہ - اُس کی جڑ مضبوط ہے اور اُس کی ٹہنی آسمان میں یعنی نہایت بلندی میں ٭

قسم سوم - وہ آیتیں جن میں لفظ سماء کا اس نیلی چیز پر جو ہم کو دکھائی دیتی ہے اطلاق ہوا ہے ٭

۱ - ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنٰہا رجوما للشیاطین الملک آیت ۵ ٭
ترجمہ - اور البتہ خوشنما کیا ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے اور کیا ہم نے اُن کو سنگساری شیطانوں کے لئے ٭

۲ - وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاً - فصلت آیت ۱۱ ٭
ترجمہ - اور خوشنما کیا ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے اور حفاظت میں رکھا ٭

۳ - انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب - الصافات آیت ۶ ٭
ترجمہ - البتہ ہمنے خوشنما کیا دنیا کے آسمان کو ستاروں کی خوشنمائی سے ٭

ان آیتوں میں جو لفظ " سماء الدنیا " کا جناب رسول خدا صلعم کی زبان مبارک سے نکلا ہے جو امّی محض تھے اور علاوہ امی ہونیکے ایسے ملک اور ایسے لوگوں میں پرورش پائی تھی جو بالکل جاہل تھے اور کسی قسم کے علوم اُنکے ہاں مروّج نہ تھے وہ علم طبیعات کا نام بھی نہ جانتے تھے تو اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بلاشبہ یہ لفظ وحی یا الہام سے نکلے ہیں اور جو امر کہ اب تحقیق ہوا ہے وہ تیرہ سو برس پیشتر ایک امّی نے فرمایا تھا صلے اللہ علیہ وسلم ٭

اس نیلی نیلی چیز کو جو ہم کو دکھائی دیتی ہے سماء دنیا کہنا ایسا ٹھیک ہے کہ آجکل کبھی بڑے بڑے عالم علوم طبعی کے اس سے زیادہ عمدہ کوئی لفظ نہیں نکال سکتے ہماری دنیا کے گرد جسپر ہم بستے ہیں ہوَا محیط ہے بعضوں نے اندازہ کیا ہے کہ اُس کا ارتفاع یا عمق پینتالیس میل کا ہے اور بعضوں نے اس سے بہت زیادہ خیال کیا ہے۔ بہرحال اُس ہواے محیط میں آفتاب کی نیلی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں اور اس سبب سے یہ نیلی گنبدی چھت ہم کو اپنی دنیا کے گرد دکھائی دیتی ہے۔ جو درحقیقت ہماری دنیا کا آسمان ہے پس اس نیلی گنبدی چھت پر سماء دنیا کا اطلاق بالکل حقیقت اور علم کے مطابق ہے افسوس کہ ہمارے زمانہ کے علماء حکمائے یونان کی تقلید کرتے ہیں اور حقایق قرآن پر غور نہیں کرتے وقد قال اللہ تعالےٰ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین +

۴۔ وجعلنا السماء سقفاً محفوظاً۔ الانبیاء آیت ۳۳ +

ترجمہ۔ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت حفاظت کی گئی +

۵۔ والسقف المرفوع۔ الطور آیت ۵ +

ترجمہ۔ قسم ہے اونچی چھت کی +

۶۔ والسماء رفعھا ووضع المیزان۔ الرحمٰن آیت ۶ +

ترجمہ۔ اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی اُس کے لئے ترازو +

۷۔ اولم یروالی ما بین ایدیھم وما خلفھم من السماء والارض ان نشاء نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفاً من السماء سبا آیت ۹ +

ترجمہ - کیا اُنھوں نے اُس چیز کو نہیں دیکھا جو اُنکے آگے ہے اور جو اُنکے پیچھے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہیں تو اُن کو زمین میں دھنسادیویں یا اُن پر آسمان سے ٹکڑا ڈالدیں +

۸- افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت - الغاشیہ آیت ۱۸ +

ترجمہ - پھر کیوں نہیں دیکھتے اونٹ کو کہ کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے +

۹- والسماء وما بناھا - الشمس آیت ۵ +

ترجمہ - قسم ہے آسمان کی اور جیسا اُس کو بنایا +

۱۰- افلم ینظروا الی السماء فوقھم کیف بنینھا و زینھا ومالھا من فروج - ق آیت ۶ +

ترجمہ - کیا نہیں دیکھا اُنھوں نے آسمان کو اپنے اوپر کیسا ہمنے اُس کو بنایا ہے اور اُس کو خوشنما کیا ہے اور اُسمیں کوئی دراڑ نہیں +

۱۱- والسماء بنیناھا باید وانا لموسعون - الذاریات آیۃ ۴۷ +

ترجمہ - اور بنایا ہمنے آسمان کو ہاتھ سے یعنی اپنی قدرت سے اور ہم کو سب قدرت ہے +

۱۲- الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناء - البقرۃ آیۃ ۲۰ +

ترجمہ - جس نے بنایا زمین کو تمھارے لئے بچھونا اور آسمان کو محل +

۱۳- اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا والسماء بناء - المومن آیت ۶۶ +

ترجمہ - اللہ وہ ہے جس نے بنایا زمین کو تمھارے لئے ٹھیرنے کی جگہ اور آسمان کو محل +

۱۴- أأنتم اشد خلقاً ام السماء بناها رفع سمکها فسوٰها- النازعات ۲۷ و ۲۸ +

ترجمہ- تم خلقت میں زیادہ مضبوط ہو یا آسمان خدا نے بنایا آسمان کو اونچی کی اُس کی چوٹی پھر درست کیا اُسکو +

۱۵- ومن ایاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ الروم آیۃ ۲۴ +

ترجمہ- اور خدا کی نشانیوں میں سے ہے اپنی جگہ پر رہنا آسمان اور زمین کا خدا کے حکم سے +

۱۶- ویمسك السماء ان تقع علی الارض- الحج آیت ۴۶ +

ترجمہ- تھام رکھتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے +

۱۷- یوم تشقق السماء بالغمام وتنزل الملائکۃ تنزیلا- الفرقان آیت ۲۷ +

ترجمہ- اور جسدن پھٹ جاوے آسمان غمام سے اور اتارے جاویں فرشتے ایک طرح کا اُتارنا +

۱۸- فاذا انشقت فکانت وردۃ کالدھان- الرحمٰن آیت ۱۷ +

ترجمہ- جب پھٹیگا آسمان تو ہو جاوے گا گلابی نیلیا +

۱۹- وانشقت السماء فھی یومئذ واھیہ- الحاقہ آیت ۱۶ +

ترجمہ- اور پھٹ جاوے گا آسمان پھر وہ اُس دن ہوگا بکھسا ہُوا +

۲۰- اذا السماء انشقت- انشقت آیت ۱ +

ترجمہ- جب آسمان پھٹ جاوے +

۲۱- فکیف تتقون ان کفرتم یوما یجعل الولدان شیباً

السماء منفطر بہ - المزمل آیت ۱۸ +
ترجمہ - پس اگر تم کافر ہوئے تو کیونکر بچو گے اُس دن جس میں بچّے بوڑھے ہو جاوینگے اور آسمان پھٹ جاوے گا +
۲۲ - اذا السماء انفطرت - انفطرت آیت ۱ +
ترجمہ - جب آسمان پھوٹ جاوے +
۲۳ - فاذا النجوم طمست و اذا السماء فرجت - المرسلات آیۃ ۹ و ۱۰ +
ترجمہ - پھر جب تارے مٹائے جاویں اور آسمان پھاڑا جاوے +
۲۴ - وفتحت السماء فکانت ابوابا - النبا آیت ۱۹ +
ترجمہ - اور کھولدیا جاوے آسمان پھر ہو جاویں دروازے +
۲۵ - واذا السماء کشطت - کورت آیت ۱۱ +
ترجمہ - اور جب آسمان کا پوست اُتارا جاوے +
۲۶ - یوم تکون السماء کالمھل - المعارج آیت ۸ +
ترجمہ - جس دن ہوگا آسمان جیسے پگھلا ہوا تانبا +
۲۷ - فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین - الدخان آیت ۹ +
ترجمہ - پس انتظار کرو اُس دن کا کہ نکالے آسمان دھواں سب کو معلوم ہوتا +
۲۸ - الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السماء - النحل آیت ۸۱ +
ترجمہ - کیا نہیں دیکھتے اُڑنے والے جانوروں کو کہ فرمانبردار کئے گئے ہیں آسمان کی وسعت میں +
۲۹ - اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء - الروم آیت ۴۷ +

ترجمہ - اللہ وہ ہے جو چلاتا ہے ہوائیں پھر اُٹھاتی ہیں بادل
پھر پھیلاتا ہے اُس کو آسمان میں جس طرح چاہتا ہے +

۳۰ - قد نرےٰ تقلب وجھك فی السماء - البقرہ آیت ۱۳۹ +
ترجمہ - البتہ ہم نے دیکھا پھرنا تیرے مُنہ کا آسمان کی طرف +

۳۱ - ان اللہ لا یخفےٰ علیہ شی فی الارض ولا فی السماء - آل عمران آیتہ ۴
ترجمہ - البتہ خدا پر پوشیدہ نہیں کوئی چیز زمین میں یعنی تحت
میں نہ آسمان یعنی فوق میں +

۳۲ - وما یعزب من ربك من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء
یونس آیت ۶۲ +
ترجمہ - اور غائب نہیں رہتا تیرے پروردگار سے ذرّہ بھر
زمین میں اور نہ آسمان میں +

۳۳ - اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء - ابراہیم آیت ۲۹ +
ترجمہ - اُس کی جڑ مضبوط ہے اور اُس کی ٹہنی آسمان میں
یعنی نہایت بلندی میں +

۳۴ - وما یخفیٰ علی اللہ من شی فی الارض ولا فے السماء - ابراہیم
آیت ۴۱ +
ترجمہ - اور چھپا نہیں اللہ پر کچھ زمین میں اور نہ آسمان میں +

۳۵ - قال ربیّ یعلم القول فی السماء والارض - الانبیاء آیت ۴ +
ترجمہ - اُس نے کہا میرا پروردگار جانتا ہے ہر بات کو آسمان
میں ہو یا زمین میں ہو +

۳۶ - الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض - الحج آیت ۶۹ +

ترجمہ۔ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمان میں اور زمین میں +

۳۷۔ وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین النمل آیت ۷۷ +

ترجمہ۔ اور کوئی چیز نہیں جو پوشیدہ ہو آسمان میں اور زمین میں مگر ہے کتاب روشن میں +

۳۸۔ وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء۔ العنکبوت آیت ۲۱ +

ترجمہ۔ اور نہیں ہو تم تھکانے والے زمین میں اور آسمان میں +

۳۹۔ وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ۔ الزخرف آیتہ ۸۴

ترجمہ۔ وہی ہے جو آسمان میں حاکم ہے اور زمین میں حاکم ہے۔

۴۰۔ وان یروکسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم۔ الطور آیت ۴۴ +

ترجمہ۔ اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان سے گرتا ہُوا کہیں یہہ بادل ہے گاڑھا +

۴۱۔ یوم تمور السماء مورًا۔ الطور آیت ۹ +

ترجمہ۔ جسدن ہل ہلا جاوے آسمان ہل ہلا جانا +

۴۲۔ یوم نطو السماء کطی السجل للکتب۔ الانبیاء ایت ۱۰۴ +

ترجمہ۔ جسدن ہم لپیٹ لیں آسمان جیسے لپیٹتے ہیں طومار میں کاغذ

۴۳۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء۔ اسرٰئیل آیتہ ۹۵

ترجمہ۔ یا ہووے تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو

آسمان ہیں +

۴۴ - فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلّماً فی السماء + الانعام آیت ۳۵ +

ترجمہ - پھر اگر تجھ سے ہوسکے ڈھونڈ نکالنی کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان ہیں +

۴۵ - فاسقط علینا کسفا من السماء ان کنت من الصادقین - الشعرا آیت ۱۸۷ +

ترجمہ - پھر گرا ہم پر ایک ٹکڑا آسمان میں سے اگر ہے تو سچوں میں سے +

۴۶ - او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا - اسرائیل آیت ۹۴ +

ترجمہ - یا گرا دے تو آسمان جیسا کہ تو گمان کرتا ہے ہمارے اوپر ٹکڑے ٹکڑے +

۴۷ - وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شدیدا وشہباً - الجن آیت ۸ +

ترجمہ - اور البتہ ہم نے چھولیا آسمان کو پھر پایا ہم نے اسکو بھرا ہوا سخت چوکیداروں سے اور شہابوں سے +

۴۸ - فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون الذاریات آیت ۲۳ +

ترجمہ - سو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی یہ بات ٹھیک ہے ایسی جیسے کہ تم بولتے ہو +

۴۹ - وجنة عرضها کعرض السماء والارض - الحدید آیتہ ۲۱ +

ترجمہ - اور بہشت کو جس کا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا +

۵۰ - وما خلقنا السماء والارض وما بینھما باطلاً - ص آیت ۲۶

ترجمہ - اور ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین کو اور جو انکے بیچ میں ہے نکما +

۵۱ - وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لاعبین - الانبیاء آیت ۱۶ +

ترجمہ - اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو انکے بیچ میں ہے بطور کھلاڑی کے +

۵۲ - فما بکت علیھم السماء والارض - الدخان آیت ۲۸ +

ترجمہ - پھر نہ رویا اُن پر آسمان اور زمین +

۵۳ - والسماء والطارق - الطارق آیت ۱ +

ترجمہ - قسم ہے آسمان کی اور رات کو نکلنے والے کی +

قسم چہارم - وہ آیتیں جن میں لفظ سموات کا بصیغہ جمع فضائے محیط پر بلحاظ اُسکے انقسام کے ابعاد متعددہ میں اطلاق ہوا ہے +

۱ - ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سموات - البقرہ آیت ۲۷ +

ترجمہ - وہ وہی ہے جسنے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور پیدا کیا بلندی کو تو درست کئے سات یعنے متعدد آسمان +

۲ - ۳ - ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا

طوعا او کرها قالتا اتینا طائعین نقضاھن سبع سموات فی یومین و اوحی فی کل سماء امرھا۔ فصلت آیت ۱۱ و ۱۲

ترجمہ۔ اور پیدا کیا بلندی کو اور وہ دھواں دھار یعنی تاریک تھی پھر کہا اُس کو اور زمین کو حکم مانو خوشی سے خواہ ناخوشی سے دونوں نے کہا ہم نے حکم مانا خوشی سے پھر کر دیئے سات یا متعدد آسمان دو دن ہیں اور ڈالدیا ہر آسمان میں اُس کا کام +

۴۔ تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ۔ طٰہٰ آیۃ ۳ +

ترجمہ۔ بھیجا ہے اُس شخص نے جسنے بنائی زمین اور آسمان اونچے +

۵۔ امن خلق السموات والارض۔ النمل آیت ۶۱ +

ترجمہ۔ بھلا کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو +

۶۔ وھو الذی خلق السموات والارض بالحق۔ الانعام آیۃ ۷۲۔

ترجمہ۔ وہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو جیسے چاہئے +

۷۔ خلق السموات والارض بالحق۔ التغابن آیت ۳ +

ترجمہ۔ پیدا آسمانوں کو اور زمین کو جیسے چاہئے +

۸۔ الم تر ان اللہ خلق السموات والارض بالحق۔ ابراہیم آیۃ ۲۴۔

ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو جیسا چاہئے +

۹ و ۱۰۔ وما خلقنا السموات والارض وما بینھما الا بالحق۔ الحجر آیت ۸۵۔ الاحقاف آیت ۲ +

ترجمہ۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ کہ اُنکے بیچ میں ہے مگر جیسے چاہئے +

۱۱- خلق السموات والارض بالحق تعالیٰ عما یشرکون۔ النحل آیۃ ۳ +
ترجمہ۔ پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو جیسا چاہیئے اُسکی ذات بلند ہے اُس سے کہ اُس کا شریک ٹھیراتے ہیں +

۱۲- خلق اللہ السموات والارض بالحق ان فی ذالک لایۃ للمومنین۔ العنکبوت آیت ۴۳ +
ترجمہ۔ پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو جیسا چاہیئے بیشک اس میں ایک دلیل ہے نیک دل والوں کو +

۱۳- وخلق اللہ السموات والارض بالحق۔ الجاثیہ آیت ۲۱ +
ترجمہ۔ اور پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو جیسا چاہیئے

۱۴- الحمدُ للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمٰة والنّور۔ الانعام آیت ۱ +
ترجمہ۔ خدا ہی کے لئے سب تعریفیں ہیں جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور پیدا کیا اندھیرے کو اور اُجالے کو +

۱۵ و ۱۶- ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض۔ الاعراف آیت ۵۲- یونس آیت ۳ +
ترجمہ۔ بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو +

۱۷- وھو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء۔ ہود آیت ۳ +
ترجمہ۔ اور وہ وہی ہے جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں اور تھا تخت اُس کا پانی پر +

۱۸ - ولقد خلقنا السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام -
ق - آیت ۳۷ +
ترجمہ - البتہ پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اُن میں ہے
چھ دن میں +

۱۹ و ۲۰ - الذی خلق السموات والارض - ابراہیم آیت ۳۷ -
الفرقان آیت ۶۰ +
ترجمہ - جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو +

۲۱ و ۲۲ - خلق السموات والارض - الزمر آیت ۷ - الاحقاف آیۃ ۳۲ -
ترجمہ - پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو +

۲۳ - لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس - المومن آیۃ ۹ +
ترجمہ - البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے آدمیوں
کے پیدا کرنے سے +

۲۴ لغایت ۲۶ - فی خلق السموات والارض - البقرہ آیت ۱۵۹ -
آل عمران آیت ۱۸۷ و ۱۸۸ +
ترجمہ - بیچ پیدا کرنے آسمانوں کے اور زمین کے +

۲۷ - یوم خلق السموات والارض - التوبہ آیت ۳۶ +
ترجمہ - جسدن پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو +

۲۸ - اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض قادر
علے ان یخلق مثلھم - اسرائیل آیت ۱۰۱ +
ترجمہ - کیا نہیں دیکھا تم نے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانوں
کو اور زمین کو طاقت رکھتا ہے اُس بات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند

۲۹ - ما اشھدتم خلق السموات والارض - الکھف آیت ۴۹ +
ترجمہ - میں نے بلایا نہ تھا اُن کو بروقت پیدا کرنے آسمانوں کے اور زمین کے +

۳۰ لغایت ۳۳ - ولئن سالتھم من خلق السموات والارض العنکبوت آیت ۶۱ - لقمان آیت ۲۴ - الزمر آیتہ ۳۸ - الزخرف آیتہ ۸ +
ترجمہ - اگر تو پوچھے اُن سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو +

۳۴ - خلق اللہ السموات والارض - الروم آیت ۷ +
ترجمہ - اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو +

۳۵ - ھو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام - الحدید آیت ۵ +
ترجمہ - وہ وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں +

۳۶ - اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینھما - السجدہ آیت ۳ +
ترجمہ - اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ کہ اُن میں ہے +

۳۷ - ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون - الطور آیتہ ۳۶ +
ترجمہ - کیا اُنھوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو — نہیں — پر ایمان نہیں لاتے +

۳۸ - اولیس الذی خلق السموات والارض - یٰس آیت ۸۱ +

ترجمہ۔ کیا نہیں ہے وہ جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو +

۳۹۔ خلق السموات بغیر عمد ترونھا۔ لقمان آیت ۹ +

ترجمہ۔ پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُس کو +

۴۰۔ رفع السموات بغیر عمد ترونھا۔ رعد آیت ۲ +

ترجمہ۔ بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے کہ دیکھو تم اُس کو +

۴۱ و ۴۲۔ ومن آیاتہ خلق السموات والارض۔ الشوری آیۃ ۲۸

الروم آیت ۲۱ +

ترجمہ۔ اور اُسکی نشانیوں میں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا +

۴۳۔ وما خلقنا السموات والارض وما بینھما لاعبین للدخان

آیت ۳۸ +

ترجمہ۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور

جو کچھ کہ اُنکے بیچ میں ہے کھلاڑی ہیں +

۴۴۔ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن۔

الطلاق آیت ۱۲ +

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانوں کو

اور زمین کو بھی اُنکی مانند یعنی متعدد +

۴۵ و ۴۶۔ الم تر کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا وجعل القمر

فیھن نوراً وجعل الشمس سراجاً۔ نوح آیت ۱۵ و ۱۶ +

ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح پیدا کیا اللہ نے سات

یا متعدد آسمانوں کو تلے اوپر اور کیا اُن میں چاند کو نور اور کیا

سورج کو روشن چراغ +

۴۷ - الذی خلق سبع سموات طباقا - الملک آیت ۳ +

ترجمہ - جس نے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانوں کو تلے اوپر +

۴۸ و ۴۹ - رب السموات والارض وما بینھما ان کنتم موقنین - الدخان آیت ۷ - الشعراء آیت ۲۳ +

ترجمہ - پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور اُس سب کا جو اُن بیں ہے اگر تم یقین کرنیوالے ہو +

۵۰ - قل من رب السموات والارض - الرعد آیت ۱۶ +

ترجمہ - پوچھ کون ہے پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا +

۵۱ لغایت ۵۳ - رب السموات والارض - اسرائیل آیت ۱۰۴ - الکہف آیت ۱۳ - مریم آیت ۶۶ +

ترجمہ - پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا +

۵۴ - ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن - الانبیاء آیت ۵۷ +

ترجمہ - تمہارا پروردگار وہی آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے پیدا کیا اُن کو +

۵۵ - قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم - المومنون آیت ۸۸ +

ترجمہ - پوچھ کون ہے پروردگار سات یا متعدد آسمانوں کا اور پروردگار اُس بڑے تخت کا یعنی اُس بڑی بادشاہت کا +

۵۶ لغایت ۵۹ - رب السموات والارض وما بینھما - الصافات آیت ۵ - ص آیت ۶ - الدخان آیت ۷ - النبا آیت ۳۷ +

ترجمہ - پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور سب کا جو انہیں ہے

۶۰ - سبحان رب السموات والارض رب العرش عمّا یصفون -
الزخرف آیت ۸۲ +
ترجمہ - پاک ہے پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار
عرش کا اُن باتوں سے جو اُس کو لگاتے ہیں +

۶۱ - فللہ الحمد رب السموات ورب الارض رب العلمین - الجاثیہ آیتہ ۳۵
ترجمہ - اللہ ہی کے لئے سب تعریفیں ہیں جو پروردگار ہے آسمانوں
کا اور پروردگار ہے زمین کا پروردگار ہے سارے جہان کا +

۶۲ - وللہ ملک السموات والارض وما بینھما - المائدہ آیتہ ۲۱ +
ترجمہ - اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین
کی اور اُس سب کی جو اُن میں ہے +

۶۳ - للہ مُلک السموات والارض وما فیھن - المائدہ آیتہ ۱۲۰ +
ترجمہ - اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین
کی اور اُس سب کی جو اُن میں ہے +

۶۴ - اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض - الاعراف آیتہ ۸۴
ترجمہ - کیا غور نہیں کی اُنہوں نے آسمانوں کی اور زمین کی
بادشاہت میں +

۶۵ - وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض الانعام آیتہ ۷۵
ترجمہ - اور اسی طرح دکھلائی ہم نے ابراہیم کو بادشاہت آسمانوں
کی اور زمین کی +

۶۶ لغایت ۸۲ - مُلک السموات والارض - المائدہ آیت ۴۴ - التوبہ
آیت ۱۱۷ - الاعراف آیت ۱۵۸ - النور آیت ۴۲ - الفرقان آیتہ ۲ -

الشوری آیت ۴۸ ۔الزخرف آیت ۸۵ ۔الجاثیہ آیت ۲۶ ۔الفتح آیت ۱۴ ۔الحدید آیت ۲ و ۵ ۔البروج آیت ۹ ۔الزمر آیت ۴۵ ص آیت ۹ ۔البقرہ آیت ۱۰۱ ۔المائدہ آیت ۲۰ ۔آل عمران آیت ۱۸۶ +

ترجمہ۔بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی +

۸۳ لغایت ۱۲۳ ۔ما فی السموات وما فی الارض۔البقرہ آیت ۱۱۰ و ۲۵۶ و ۲۸۴ ۔آل عمران آیت ۲۷ و ۱۰۵ و ۱۲۴ ۔النساء آیت ۱۲۵ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۶۸ و ۱۶۹ ۔المائدہ آیت ۹۸ ۔الانعام آیت ۱۲ ۔یونس آیت ۵۶ و ۶۹ ۔ابراہیم آیتہ ۲ ۔النحل آیت ۵۱ و ۵۴ ۔طہ آیت ۵ ۔الحج آیت ۶۳ ۔النور آیت ۶۴ العنکبوت آیت ۵۲ ۔لقمان آیت ۱۹ و ۲۵ ۔سباء آیت ۱ و ۳ و ۲۱ ۔الملائکہ آیت ۴۳ ۔الشورے آیت ۲ و ۵۳ ۔الجاثیہ آیت ۱۲ ۔الحجرات آیت ۱۶ ۔النجم آیت ۳۲ ۔الحدید آیتہ ۱ ۔المجادلہ آیت ۸ ۔الحشر آیت ۱ و ۲۴ ۔الصف آیت ۱ ۔الجمعہ آیت ۱ ۔التغابن آیت ۱ و ۴ +

ترجمہ۔جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں +

۱۲۴ لغایت ۱۳۶ ۔من فی السموات والارض ۔آل عمران آیت ۷۷ ۔یونس آیت ۶۷ ۔الرعد آیت ۱۶ ۔الانبیاء آیت ۱۹ ۔مریم آیتہ ۹۴ الحج آیت ۱۸ ۔النور آیت ۴۱ ۔النمل آیت ۶۶ و ۸۹ ۔الروم آیتہ ۲۵ الزمر آیت ۶۸ ۔الرحمن آیت ۲۹ ۔اسرائیل آیت ۵۷ +

ترجمہ۔جو کوئی آسمانوں میں ہے اور زمین میں +

۱۳۷ و ۱۳۸ - من السموات والارض - النحل آیت ۸۵ - سبأ آیت ۲۳ +
ترجمہ - آسمانوں سے اور زمین سے +
۱۳۹ لغایت ۱۴۹ - فی السموات وفی الارض - الانعام آیت ۳ - الاعراف آیت ۱۸۶ - یونس آیت ۶ و ۱۹ و ۱۰۱ - یوسف آیت ۱۰۵ - الروم آیت ۱۷ و ۲۶ - لقمان آیت ۱۵ - الجاثیہ آیتہ ۲ و ۳۶ +
ترجمہ - آسمانوں میں اور زمین میں +
۱۵۰ - انا عرضنا الامانۃ علے السموات والارض - الاحزاب آیتہ ۷۲ +
ترجمہ - البتہ ہم نے دکھلائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو +
۱۵۱ - وجنۃ عرضها السموات والارض - آل عمران آیت ۱۲۷ +
ترجمہ - جنّت جس کا پھیلاؤ ہے آسمان اور زمین +
۱۵۲ و ۱۵۳ - مادامت السموات والارض - ہود آیت ۱۰۹ و ۱۱۰ +
ترجمہ - جب تک رہیں آسمان اور رہے زمین +
۱۵۴ - تسبح له السموات السبع والارض ومن فیهن - اسرائیل آیت ۴۶ +
ترجمہ - پاکیزگی سے یاد کرتے ہیں اُس کو ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی اُنمیں ہے +
۱۵۵ و ۱۵۶ - ان الله یعلم غیب السموات والارض - الملائکہ آیت ۳۶ - الفتح آیت ۱۸ +
ترجمہ - البتہ اللہ جانتا ہے چھپی چیزیں آسمانونکی اور زمین کی +
۱۵۷ - انی اعلم غیب السموات والارض - البقرہ آیت ۳۱ +
ترجمہ - البتہ میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی +

۱۵۸ لغایت ۱۶۰ - و للہ غیب السموات والارض - النحل آیت ۷۷ - الکہف آیت ۲۵ - ہود آیت ۹ +
ترجمہ - اور اللہ کیلئے ہیں چھپی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی +
۱۶۱ و ۱۶۲ - وللہ میراث السموات والارض - آل عمران آیۃ ۱۷۶ الحدید آیت ۱۰ +
ترجمہ - اور اللہ وارث ہے آسمانوں کا اور زمین کا +
۱۶۳ - وللہ خزائن السموات والارض - المنافقون آیت ۷ +
ترجمہ اور اللہ کے لئے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے +
۱۶۴ و ۱۶۵ - مقالید السموات والارض - الزمر آیت ۶۳ - الشورے آیت ۱۰ +
ترجمہ - کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی +
۱۶۶ و ۱۶۷ - وللہ جنود السموات والارض - الفتح آیت ۴ و ۷ +
ترجمہ - اور اللہ کے لئے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے +
۱۶۸ - اللہ نور السموات والارض - النور آیت ۳۵ +
ترجمہ - اللہ ہے نور آسمانوں کا اور زمین کا +
۱۶۹ - الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخب فی السموات والارض - النمل آیت ۲۵ +
ترجمہ - کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی چیز آسمانوں میں اور زمین میں +
۱۷۰ - وکم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتھم شیئا - النجم آیت ۲۶ +

ترجمہ۔ بہت سے فرشتے ہیں آسمانوں میں کام نہیں آتی اُنکی سفارش۔

۱۷۱۔ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات ۔ ابراہیم آیت ۴۹۔
ترجمہ۔ جسدن کہ بدل دیجاوے یہ زمین زمین کے سوا (یعنی اور کسی چیز سے) اور بدل دیئے جاویں آسمان +

۱۷۲۔ یاھامان ابن لی صرحاً لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی اللہ موسی وانی لاظنہ کاذباً ۔ المومن آیت ۳۹ +
ترجمہ۔ اے ہامان بنا میرے لئے ایک محل شاید کہ میں پہونچوں رستوں میں آسمان کے رستوں میں پھر دیکھوں موسٰے کے خدا کو اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے +

۱۷۳۔ اروني ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموات۔ الاحقاف آیت ۳ +
ترجمہ۔ دکھاؤ تو مجھکو اُنہوں نے کیا پیدا کیا ہے زمین میں یا کچھ اُن کو ساجھا ہے آسمانوں میں +

۱۷۴ و ۱۷۵۔ بدیع السموات والارض ۔ البقرہ آیۃ ۱۱۱۔ الانعام آیۃ ۱۰۱
ترجمہ۔ بغیر نمونہ کے بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا +

۱۷۶ لغایت ۱۸۱۔ فاطر السموات والارض ۔ الانعام آیت ۱۴۔ یوسف آیت ۱۰۲۔ الملائکہ آیت ۱۔ ابراہیم آیت ۱۱۔ الزمر آیت ۴۷۔ الشورے آیت ۹ +
ترجمہ۔ بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا +

۱۸۲۔ فطر السموات والارض ۔ الانعام آیت ۷۹ +
ترجمہ۔ بنایا آسمانوں کو اور زمین کو +

۱۸۳ - اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقاً ففتقنٰھما - الانبیاء آیت ۳۱ +

ترجمہ - شاہ ولی اللہ صاحب نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے - آیا ندیدند کافراں کہ آسمانہا وزمین بستہ بودند پس وا کردیم ایں ہارا +

اور حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے - واکردن آسمانہا نازل کردن مطراست وواکردن زمین رویانیدن گیاہ ازوے +

اور شاہ عبدالقادر صاحب نے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے "اور کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے پھر ہم نے اُن کو کھولا +"

اور حاشیہ پر لکھا ہے - منہ بند تھی یعنی ایک چیز تھی زمین سے نہریں اور کانیں اور سبزے بھانت بھانت نکالے آسمان سے کئی ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدی +

۱۸۴ - ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھا من احد من بعدہ - الملائکہ آیت ۳۹ +

ترجمہ - بیشک اللہ تھامے رکھتا ہے آسمانوں کو اور زمین کو ٹل جانے سے اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے انکو اُسکے سوا +

۱۸۵ - ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن - المومنون آیت ۷۳ +

ترجمہ - اور اگر خدا چلے اُن کی خوشی پر تو خراب ہوں آسمان اور زمین اور جو کوئی اُنکے بیچ میں ہے +

۱۸۶ - تکاد السموات یتفطرن من فوقهن - الشورے آیت ۳
ترجمہ - قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اوپر سے +
۱۸۷ - قالوا اتخذ الرحمٰن ولداً لقد جئتم شیئاً اذا تکاد السموٰت
والارض یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا
ان دعوا للرحمٰن ولدا وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا
مریم آیت ۹۲ +
ترجمہ - وہ کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا کیا ہے بے شک نہایت سخت
بات کہی ہے جس سے قریب ہے آسمان پھٹ پڑیں اور پھٹ جاوے
زمین اور گر پڑیں پہاڑ ٹکڑے ہو کر خدا کے لئے بیٹا کہنے سے +
۱۸۸ - وما قدروا الله حق قدره والارض جمیعاً قبضته یوم القیامة
والسموات مطویات بیمینه سبحانه وتعالیٰ عما یشرکون -
الزمر آیت ۶۷ +
ترجمہ - اور نہ قدر کی اُنہوں نے اللہ کی جیسی کہ اُسکی قدر کرنی چاہئیے
تھی اور سب ساری زمین اُس کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے
دن اور آسمان لپیٹے ہونگے اُس کے داہنے ہاتھ میں +

قسم پنجم - وہ آئتیں جن میں لفظ سموات کا مجازاً کواکب پر
اطلاق ہوا ہے جیسے کہ مجازاً ظرف سے مظروف مراد لیجاتی ہے +
۱ - الذی خلق سبع سموات طباقا - الملک آیت ۳ +
ترجمہ - جس نے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانوں یعنی کواکب
کو تلے اوپر +
اِس آیت کی بعد کی آیتوں میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے - ما تری

فی خلق الرحمٰن من تفاوت - یعنی تو نہیں دیکھنے کا خدا کے پیدا کرنے میں کچھ فرق - پھر خدا فرماتا ہے - فارجع البصر ھل تری من فطور - یعنی پھر پھیر اپنی نگاہ کر کہیں تجھکو دکھائی دیتی ہے کچھ خرابی - پھر خدا فرماتا ہے ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیك البصر خاسئا وھو حسیر - یعنی پھر پھیر اپنی نگاہ کر دو دو بار الٹ آویگی تیرے پاس تیری نگاہ عاجز ہو کر اور تھک کر ✣

اِن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن آسمانوں کے پیدا کرنے کا ذکر خدا نے پہلی آیت میں کیا ہے وہ ایسی چیز ہے کہ انسان اُسکو دیکھ سکتے ہیں لیکن سبع سموات سے کوئی سے آسمان مراد لو خواہ مجسم خواہ محل سیر کواکب مگر وہ دکھائی نہیں دیتے پس خدا کا یہ فرمانا کہ اُن کو دیکھو اور پھر نگاہ کرو اور پھر نگاہ پھیر کر دیکھو محض لغو اور بے سود ہوگا -

"فارجع البصر" سے یہی آنکھ کی نگاہ مراد ہے نہ کوئی دوسری چیز چنانچہ امام صاحب بھی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں - فما معنی ثم ارجع الجواب امرہ یرجع البصر - یعنی اِس آیت میں نظر کے پھیرنے کا حکم ہے ✣

تعجب ہے کہ امام صاحب بھی سمجھتے ہیں کہ یہ سموات جن کا ذکر اِس آیت میں ہے محسوس ہونے چاہئیں اور ارقام فرماتے ہیں کہ "ان الحس دل علی ان ھذہ السموات السبع اجسام مخلوقة علی وجه الاحکام والاتقان" مگر یہ نہیں بتایا کہ کیونکر حس اُن کے اجسام ہونے پر دلالت کرتی ہے حالانکہ وہ تو محسوس نہیں ہیں ✣

پس ضرور ہے کہ اس جگہ سموات سے وہ چیزیں مراد ہوں جو مرئی

اور محسوس ہیں اور ہر کوئی اُن کو دیکھتا ہے تاکہ اُن کے پیدا کرنے کی دلیل سے خدا کی عظمت اور اُس کی خالقیت ثابت کی جاوے اور جو کہ سموات درحقیقت محل سیر کواکب ہیں تو بمنزلہ ظرف کے ہیں اور کواکب بمنزلہ مظروف کے پس اس مقام پر سموات سے مجازاً کواکب مراد ہیں۔ بولا گیا ہے ظرف اور مراد ہے مظروف لفظ سبع اگر بمعنے حقیقی لیا جاوے تو اُس سے یہ سات کواکب سیارہ مراد ہونگے جو ہمارے لئے بہ نسبت اور کواکب کے زیادہ تر عجیب ہیں اور اگر اُس کا استعمال بطور محاورہ عرب بلا تعین عدد سمجھا جاوے تو اُس سے تمام کواکب جو ہم کو دکھائی دیتے ہیں مراد ہونگے ✦

ظرف سے مظروف مراد ہونے پر قرینہ تو یہ موجود ہے یعنی اگلی آیتوں میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ ایسی اشیاء پر جو مرئی نہیں ہیں اور دکھائی نہیں دیتیں صادق نہیں آتا اور اس لئے ضرور ہوا کہ ظرف سے مظروف مراد لیجاوے ✦

اس مقام پر ظرف کو مجازاً بمعنے مظروف بیان کرنے میں ایک بڑی عمدگی و باریکی ہے کیونکہ اگر یوں کہا جاتا کہ — الذی خلق سبع کواکب طباقا۔ تو یہ قول صرف نفس کواکب پر دلالت کرتا حالانکہ اُنکے حالات اور اُن کے حرکات اور جو انتظام کہ اُن کے حرکات میں ہے وہ نفس کواکب سے بھی زیادہ عجیب ہے اور ظرف سے جو اُن کا محل سیر ہے اُن پر اشارہ کرنے سے جو عجائبات [illegible] کہ نفس کواکب اور اُنکے حالات میں ہیں وہ سب کے سب یک لخت [illegible] آجاتے ہیں ✦

"طباقا" کا لفظ صفت ہے [illegible] جس سے کواکب [illegible]

نے مراد لئے ہیں اُس سے مثل پیاز کے چھلکے کے تو برتو ہونا پایا نہیں جاتا۔ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں اُن کا ملا ہوا ہونا تسلیم نہیں کیا بلکہ طباقاً سے صرف اُن کا اوپر تلے ہونا اور متوازی ہونا مراد ہے۔
"قال الامام فی تفسیرہ لعل المراد کونہا طباقا کونہا متوازیۃ لا انہا متماسۃ" یعنی طباقاً کے لفظ سے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ چمٹے ہوئے ہوں بلکہ یہ مطلب ہو کہ متوازی ہوں (یعنی حرکت میں ایک دوسرے سے ٹکرا نہ جاویں)

اِس کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیت سے بخوبی ہوتی ہے جہاں فرمایا ہے "والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون"

یعنی آفتاب چلتا ہے اپنی قرارگاہ میں یہ ٹھیرایا ہوا ہے اُس زبردست جاننے والے کا اور چاند کے لئے اُس نے مقرر کی ہیں منزلیں یہاں تک کہ پھر ہو جاتا ہے مانند پُرانی ٹہنی کے (یعنی ہلال) نہ سورج کر سکتا ہے کہ چاند کو پکڑ لے (یعنی ٹکر مارے) اور نہ رات آگے بڑھ سکتی ہے دن سے اور ہر ایک یعنی سورج و چاند و ستارے ایک ایک گھیرے میں پھرتے ہیں۔ پس طباقاً کے لفظ سے یہی مطلب ہے کہ باوجودیکہ اِس قدر کواکب ہیں جنکی انتہا نہیں اور سب اپنے اپنے محل سیر میں پھرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ٹکراتا نہیں۔
اسی آیت کی مانند یہ آیت ہے "وبنینا فوقکم سبعاً شداداً

وجعلنا سراجاً وهاجاً " یعنی بنائے ہم نے تمہارے اوپر سات یا متعدد کواکب مضبوط اور کیا ہم نے اُن میں سے ایک کو چراغ روشن +

افسوس ہے کہ بعض اکابر نے اس آیت کی نسبت مکابرہ کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر سبع سے سات ستارے معہودہ مراد ہوتے تو لفظ سبع کو معرف باللام لانا ضرور تھا۔ اگرچہ ہم تو سمجھتے ہیں کہ بحالت شہرت تعریف باللام ضرور نہ تھی مگر اس کے جواب سے ہم مجبور ہیں اس لئے کہ خدا نے اور جگہ بھی ایسا ہی فرمایا ہے چنانچہ " والطور وکتابٍ مسطور فی رقٍ منشورٍ " میں کتاب معہودہ کو غیر معرف باللام فرمایا ہے +

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ " ما الحکمة فی تنکیر الکتاب و تعریف باقی الاشیاء نقول ما یحتمل الخفاء من الامور الملتبسة بامثالها من الاجناس یعرف باللام فیقال رایت الامیر ودخلت علی الوزیر فاذا بلغ الامیر الشهرة بحیث یومن الالتباس مع شهرته ویرید الواصف وصفه بالعظمة یقول الیوم رایت امیرا ماله نظیر جالسا وعلیه سیما الملوک وانت ترید ذالک الامیر المعلوم والسبب فیه انک بالتنکیر تشیر الی انه خرج عن ان یعلم ویعرف بکنه عظمة فیکون کقوله تعالیٰ الحاقة ما الحاقة وما ادراک ما الحاقة فاللام وان کانت معرفة لکن اخرجها عن المعرفة کون شدة هولها غیر معروف فکذالک ههنا الطور لیس فی الشهرة بحیث یومن اللبس عند التنکیر وکذالک البیت المعمور واما الکتاب الکریم فقد تمیز عن سائر الکتب بحیث لا یسبق الی افهام السامعین من النبی صلی اللہ علیه وسلم لفظ الکتاب الا ذالک فلما امن اللبس وحصلت فائدة التعریف

سواء ذکر باللام او لم یذکر قصد الفائدة الاخری وهی الذکر بالتنکیر وفی تلك الاشیاء لما لم تحصل فایدة التعریف الا بالة التعریف استعملها وهذا یوئید کون المراد منه القرآن وکذالك اللوح المحفوظ المشهور +

ترجمہ۔ اگر کوئی کہے کیا حکمت ہے بیچ نکرہ لانے لفظ کتاب کے اور معرف لانے اور چیزوں کے پس ہم جواب دینگے کہ جو چیزیں احتمال رکھتی ہیں کسی قسم کی خفاء کا منجملہ اُن اُمور کے جو مشتبہ ہوتے ہیں ساتھ اپنی امثال کے اجناس وغیرہ سے تو وہ معرفہ لائی جاتی ہیں چنانچہ یوں بولا جاتا ہے رایت الامیر ودخلت علی الوزیر یعنی دیکھا میں نے اُس امیر کو اور گیا میں پاس اُس وزیر کے اور جبکہ کوئی امیر خاص ایسا مشہور ہو جاتا ہے کہ وقت اطلاق کے وہی سمجھا جاتا ہے اور کسی دوسرے کا شبہ نہیں ہوتا اور کوئی شخص اُس مشہور امیر کی کچھ تعریف کرنی چاہتا ہے تو یوں کہتا ہے الیوم رایت امیراً ماله نظیر جالسًا وعلیه سیما الملوك یعنی آج میں نے امیر کو بیٹھے دیکھا کہ اُس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے اور وہ ملوکانہ شان سے بیٹھا ہوا تھا پس بوجہ شہرت کے کچھ اُس کے معرف لانے کی ضرورت نہیں ہوتی گو درحقیقت ارادہ میں امیر خاص ہی ہوتا ہے اور نکتہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ گویا تنکیر سے تم اس بات کیطرف اشارہ کرتے ہو کہ بسبب شہرت کے وہ اسبات کا محتاج نہیں ہے کہ اُس کی کنہ عظمت کی تعریف کی جاوے پس گویا کہ ہے مثل اُس قول اللہ تعالےٰ کے الحاقة ما الحاقة وما ادراك ما الحاقة کہ اُس کلام میں اگرچہ لفظ لام موجب تعریف ہے لیکن بسبب اُسکے ہول اور دہشت کے غیر معروف ہونے کے اسکو معرفہ ہونے کی حالت سے نکالدیا ہے اسی طرح پہ

طور اگرچہ مشتہر ہے لیکن اس درجۂ شہرت کو نہیں پہونچا کہ التباس کا خوف نہ رہا ہو اور یہی حال بیت المعمور کا ہے بخلاف کتاب کریم کے کہ وہ اپنی امثال میں اس درجہ ممتاز ہے کہ جو لوگ سُننے والے ہیں وہ اس لفظ کے سُننے سے اُسی کو سمجھ لیتے ہیں دوسری کتاب کا شبہ نہیں ہوتا پس جبکہ خوف التباس نہ رہا اور فائدہ تعریف کا شہرت ہی سے حاصل ہوگیا خواہ لام ہو یا نہ ہو تو اس وجہ سے ایک دوسرے فائدہ کا مقید کیا گیا اور وہ فائدہ یہی ہے کہ اُس کو بالتنکیر ذکر کیا اور چونکہ اور اشیاء میں بغیر آلۂ تعریف کے توصیف نہیں آسکتی تھی اس لئے اُن کو معرف باللام بیان کیا اور اس وجہ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مراد اس سے قرآن ہے اور ایسے ہی لوح محفوظ مشہور ہے +

پس جو کہ کواکب سبع نہایت مشہور تھے بلکہ اُن کو سیارہ خیال کرنے سے لوگ بالتخصیص اور دیگر کواکب سے تمیز کرتے تھے تو ہماری دانست میں خدا نے کچھ غلطی نہیں کی بلکہ معرف باللام لانا ضرور نہ تھا +

پھر وہ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ غلط ہے (شاید غلط ہو اس لئے کہ ہم مولوی نہیں ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی جہالت ہوائے نفسانی سے جعلنا کو متعدی الی المفعولین ٹھیرایا ہے حالانکہ وہ متعدی الی مفعول واحد ہے +

مگر یہ ارقام نہیں فرمایا کہ اس مقام پر جعلنا کو متعدی الی مفعول قرار دینے کی اُن پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے اور کیوں اُسکا متعدی الی المفعولین ہونا ناجائز ٹھیرایا ہے مگر چند ہم سے جاہلوں نے تو جعلنا کو اس مقام پر متعدی الی مفعولین مانا ہے +

تفسیر معالم التنزیل والا کہتا ہے وجعلنا سراجًا یعنی الشمس وھاجًا

مضیاً پس اُس نے ایک مفعول سراج کو بمعنے شمس اور دوسرا مفعول وھاج کو قرار دیا ہے ❖

پھر تفسیر ابن عباس کے مصنف نے بھی جہالت کی ہے کہ وجعلنا سراجاً وھاجاً شمساً مضیاً بیان کیا ہے اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین مانا ہے ❖

بیشک خدا نے بھی غلطی کی ہے کہ اوپر سے برابر جعلنا کو متعدی الی المفعولین کہتا چلا آتا تھا - الم نجعل - الارض - مھادا — والجبال - اوتاداً - وجعلنا - نومکم - سباتاً - وجعلنا - اللیل - لباساً - وجعلنا - النہار - معاشاً - پھر اخیر میں بھی وجعلنا کو متعدی الی المفعولین کہدیا کہیں تو متعدی الی مفعول واحد بولا ہوتا اگر درحقیقت خدا اس قصور کا تقصیر وار ہو تو ہم بھی اس جعلنا کو اس جگہ متعدی الی مفعول واحد تسلیم کر لینگے ❖

سبعاً کا مضاف الیہ محذوف بلاشبہ ممکن ہے کہ سموات ہو جیساکہ تمام مفسروں نے مانا ہے لیکن چونکہ اُن کے ذہن میں یہ تقلیدیونا نیاں جما ہؤا تھا کہ آسمان سات ہیں اور اُن کا جسم شدید صلب بلوریں ہے کہ خرق والتیام کے بھی قابل نہیں اُسی خیال سے اُنھوں نے سبعاً کا مضاف الیہ سموات کو قرار دیا ہے ورنہ اُن پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی کہ مضاف الیہ محذوف سموات ہے غایت یہ ہے کہ کوئی قرینہ ہوگا باستدلال آیت " أأنتم اشد خلقاً ام السماء بناھا " لیکن یہ استدلال ایسا نہیں ہے کہ باوجود موجود ہونے دوسرے قرینہ کے کسی کوئی اور مضاف الیہ محذوف اُس کا نہ مانا جائے ❖

خداتعالےٰ نے شروع آیت میں سات کا ذکر کیا اور اُسکے ساتھ سورج کا ذکر فرمایا پس یہ کیسا صاف قرینہ ہے کہ وہ سات وہی ہیں جن میں کا ایک سورج ہے اور سورج اُنھی سات میں کا ایک ہے پس ایسے صاف اور روشن قرینہ سے جو سورج کی مانند چمکتا ہے سبعًا کا مضاف الیہ کواکب اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین اور اُس کا مفعول اول احدھن قرار دیتے ہیں اور چونکہ اُس کے حذف پر صاف قرینہ دلالت کرتا تھا اسلئے اُس کا حذف نہایت فصیح تھا صاف صاف معنے خدا کے کلام کے تو یہی ہیں پھر یونانیوں کے تقلید کرنیوالے چاہیں مانیں چاہیں نہ مانیں +

واضح ہو کہ اگر ہم اس تمام تقریر سے قطع نظر کریں اور سبعًا کا مضاف الیہ سموات ہی تسلیم کریں اور سبع سموات سے بھی سموات ہی مراد لیں اور اشد کے لفظ کو بھی نسبت سموات ہی کے تسلیم کرلیں تو بھی آسمانوں کا جسم یونانیوں کے آسمانوں کا سا جسم یا ویسا جسم جیسا کہ تیرھویں صدی کے مولوی قرار دینا چاہتے ہیں ثابت نہیں ہوتا چنانچہ اسکی بحث آگے آویگی +

۲ — اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض قادر علےٰ ان یخلق مثلھم — اسرائیل آیت ۱۰۱

ترجمہ - کیا نہیں دیکھا تم نے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو طاقت رکھتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند +

کیا فائدہ ہے اس آیت سے اور خدا کی قدرت پر کیونکر اقرار ہو سکتا ہے اگر وہ سموات جنکا اس میں ذکر ہے ہم کو دکھائی نہیں دیتے بلاشبہ اس مقام میں بھی سموات سے کواکب مراد ہیں جنکو ہم دیکھتے ہیں اور خدا کی قدرت کا اقرار کرتے ہیں +

۳ - الم تر ان اللہ خلق السموات والارض بالحق۔ ابراہیم آیتہ ۲۲
ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو یعنی کواکب کو اور زمین کو جیسا چاہئے +
اِس آیت میں بھی جبتک سموات سے ایسی چیزیں مراد نہ لیجاویں جو حقیقت میں دکھائی دیتی ہوں اُس وقت تک خدا تعالےٰ کی قدرت کے اثبات پر دلیل نہیں ہوسکتی +
۴- الم تر کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا وجعل القمر فیھن نوراً وجعل الشمس سراجاً - نوح آیت ۱۵ و ۱۶ +
ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح پیدا کیا اللہ نے سات یا متعدد آسمانوں یعنی کواکب کو تلے اوپر اور کیا اُن میں چاند کو نور اور کیا سورج کو چراغ روشن +
اِس آیت میں بھی ہم کو وہی بحث ہے جو پہلی آیت میں کی ہے اور جس طرح اور جس دلیل سے ہم نے سورت الملک کی آیت میں سموات سے کواکب مراد لئے ہیں اسی طرح اِس مقام پر بھی لیتے ہیں شمس و قمر اُن کواکب کے متغائر نہیں ہیں کیونکہ اس مقام پر لفظ فی سے داخل ہونا شمس و قمر کا اُنہی اعداد سبع میں پایا جاتا ہے قال اللہ تبارک وتعالیٰ من لسان ابراھیم علیہ السلام۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم یعنی اے ہمارے پروردگار اُٹھا اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے۔ الخ
۵ - اللہ الذی رفع السموات بغیر عمدٍ ترونھا ثم استوےٰ علی العرش وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی۔ الرعد آیتہ ۲۰

ترجمہ - اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُس کو پھر ٹھیرا عرش پر اور فرمانبردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے معین مدت میں +

۲ - خلق السموات بغیر عمدٍ ترونھا - لقمان آیت ۹ +

ترجمہ - پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُسکو +

ان دونوں آیتوں میں خداتعالےٰ اپنی قدرت کاملہ اِس طرح پر ثابت کرتا ہے کہ اُس نے سموات کو بغیر ستون کے بلند کیا ہے جب تک کہ وہ سموات بغیر ستون کے بلند ہوئے نہ دکھائی دیں اُس وقت تک اُس قدرت کا ثبوت نہیں ہو سکتا +

پس اِس جگہ سموات سے خواہ یونانیوں والے مجسم آسمان مراد لو خواہ تیرھویں صدی کے مولویوں والا خواہ محل سیر کواکب مگر اُن میں سے کوئی بھی مرئی نہیں ہے پس اگر لفظ سموات کو بجائے لفظ سماء کے سمجھو اور اُس سے یہ نیلی چھت مراد لو تو ہم کو کچھ کلام نہیں لیکن اگر اُس کو بمعنے جمع قرار دو جیسا کہ ظاہر لفظ میں ہے تو ہم اُس سے بھی کواکب مراد لینگے اُسی دلیل سے جس سے کہ پہلی آیتوں میں لئے ہیں تا کہ دلیل پوری ہو جاوے +

شمس و قمر بھی اُنھی سموات یعنی کواکب میں داخل ہیں مگر چونکہ وہ بہ نسبت دیگر کواکب کے زیادہ عظیم الشان ہم کو معلوم ہوتے ہیں اور وہ چلتے ہوئے بھی ہر ایک کو محسوس ہوتے ہیں اسلئے اپنی کمال قدرت کو زیادہ تر ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بھی خدا کے فرمانبردار ہیں +

مولوی مہدی علی صاحب نے جو اپنے آرٹیکل میں عمد غیر مرئی کی نسبت ایک محققانہ گفتگو کی تھی اُس کی نسبت بعض اکابر نے اپنی تحریر میں مکابرہ

کیا ہے ہم نے اُس کو بغور دیکھا اور مولوی مہدی علی صاحب کی زبان نے صرف اتنا ہی کتنا مناسب سمجھا کہ "شعر مرا بہ مدرسہ کہ برد" +

علاوہ ان آیتوں کے اور بھی آئتیں ہیں جن میں سموات کے لفظ سے کواکب مراد لینا بہ نسبت آسمانوں کے زیادہ تر مناسب ہے مگر ہم انہیں آیتوں پر بس کرتے ہیں +

تحقیق الفاظ آیات

جمہور فلاسفہ اور اصحاب علم ہیئت آسمان کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ "انہا اجرام صلبۃ لا ثقیلۃ ولا خفیفۃ غیر قابلۃ الخرق ولا الالتیام والنمو والذبول +"

یعنی آسمان سخت اجرام ہیں نہ بوجھل ہیں اور نہ ہلکے ہیں پھٹنے اور جڑنے اور بڑھنے اور گھٹنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس حقیقت اور ایسے وجود سموات کے ہم بالکل منکر ہیں +

علماء معقول اور منقول سماء و فلک دونوں کو ایک سمجھتے ہیں جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے بھی تفسیر کبیر میں تحت تفسیر آیۃ کل فی فلک یسبحون کے فلک اور سماء میں کچھ تفرقہ نہیں کیا ہے بلکہ دونوں کو ایک سمجھا ہے پس جو بحث کہ اُنھوں نے فلک کی حقیقت میں کی ہے وہ بحث گویا سماء کی اور سموات کی حقیقت میں ہے چنانچہ اُنھوں نے مفصلہ ذیل مذہب نسبت اُس کے نقل کئے ہیں +

"قال بعضھم الفلک لیس بجسم وانما ھو مدار ھذہ النجوم وھو قول الضحاک وقال الاکثرون ھی اجسام تدور النجوم علیھا

وھذا اقرب الی ظاھر القرآن۔ ثم اختلفوا فی کیفیة فقال بعضھم الفلک موج مکفوف تجری الشمس والقمر والنجوم فیه وقال الکلبی ماء مجموع تجری فیه الکواکب" +

یعنی بعضوں کا قول ہے کہ فلک یعنی آسمان کا کوئی جسم نہیں ہے بلکہ وہ ستاروں کے چکر کی جگہ ہے اور یہ قول ضحاک کا ہے اور اکثر عالم مفسر یہ کہتے ہیں کہ اُن کا جسم ہے اور ستارے اُن کے اوپر پھرتے ہیں (جیسے گیند پر چیونٹی) اور یہی معنی قرآن کے الفاظ کے نہایت قریب ہیں اس کے بعد پھر عالموں اور مفسروں نے اس بات میں کہ پھر وہ کیسے ہیں اختلاف کیا ہے بعضوں کا قول ہے کہ فلک یعنی سماء پانی کا بلبلہ ہے سورج اور چاند اور ستارے اُس میں پھرتے ہیں اور کلبی کا یہ قول ہے کہ پانی جمع ہوگیا ہے اُس میں ستارے بہتے ہیں +

پھر امام صاحب لکھتے ہیں کہ " والحق انه لا سبیل الی معرفة صفات السموات الا بالخبر" یعنی سچ یہ ہے کہ آسمانوں کی صفت معلوم کرنے کے لئے بجز وحی کے کوئی راہ نہیں ہے (بشرطیکہ وحی کے معنے سمجھنے میں غلطی نہو) +

اخیر کو امام صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ " والذی یدل علیه لفظ القرآن ان تکون الافلاک واقفة والکواکب تکون جاریة فیھا کما تسبح السمکة فی الماء" یعنی وہ بات جو قرآن کے لفظوں سے پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ افلاک یعنی آسمان تو ٹھہرے ہوئے ہوں اور ستارے اُس میں بہتے ہوں جیسے کہ مچھلی پانی میں تیرتی ہے +

ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ اُنہیں علماء کے اقوال کے نہایت

قریب ہے۔ حقیقت سماء اور سموات کی ہم نہیں جانتے مگر یہ بات کہ وہ اجرام صلب ہیں محض غلط ہے اس کو بھی ہم نہیں مانتے کہ وہ گیند کی طرح ایک جسم ہیں اور ستارے اُن پر پھرتے ہیں جیسے کہ گیند پر چیونٹی یا گنبد پر اخروٹ اور ان دونوں باتوں کو اس لئے نہیں مانتے کہ قرآن مجید سے اُن کا ایسا جسم یا اُن کی ایسی حقیقت ثابت نہیں ہوتی +

باقی رہی یہ بات کہ وہ پانی کے بلبلہ کی مانند ہیں یا پانی اکٹھا ہو گیا ہے یعنی وہ ایک ایسے جسم لطیف سیال ہیں جو کواکب کی سیر و حرکت کو مانع نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص اُن کے ایسے جسم ہونے کا دعوے کرے تو ہم اُسکو اس قدر جواب دینگے کہ ہونگے مگر ہم ایسے جسم ہونے کا بھی دعوے نہیں کرینگے دو وجہ سے۔ **اوّل** اس لئے کہ ایسے جسم ہونے کے ثبوت کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ **دوسرے** اس لئے کہ قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوا ہے اُس سے نہ ایسے وجود کا ہونا پایا جاتا ہے اور نہ اُسکے تسلیم کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے +

پس علاوہ اُن چیزوں کے جن پر سماء کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے ہم نے سماء کے معنے فضائے محیط کے قرار دیئے ہیں اور اُس کے درجات یا طبقات کو جو بسبب حدوث اور وجود دیگر اشیاء کے اُس فضائے محیط میں اوپر تلے یا طبقہ بعد طبقہ پیدا ہو گئے ہیں سموات کہا ہے تو اب ہم کو ضرور ہے کہ ہم اس بات کو بھی بیان کریں کہ جو معنے ہم نے لفظ سماء یا سموات کے قرار دیئے ہیں یا جن معنوں میں اُن کا اطلاق ہونا بیان کیا ہے کوئی لفظ کسی آیت کا آیات قرآن مجید سے اُس کے مخالف نہیں ہے اس بیان سے یہ بھی ثابت ہے کہ ہم وجود سموات کے منکر نہیں ہیں کیونکہ

اس فضائے محیط یا اُس کے طبقات کا وجود مخلوق ہے +

قسم اوّل کی آیتوں میں یعنی جن میں لفظ سماء کا بمعنے ابر و بادل کے اطلاق ہوا ہے کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو بحث کے قابل ہو اور جس سے اُن معنوں میں شبہ پڑسکتا ہو۔ ہاں صرف ایک اخیر کی آیت والسماء ذات الرجع شاید بحث کے لایق ہو کیونکہ ہمارے زمانہ کے علماء شاید اُسکو یونانیوں والا آسمان قرار دیکر اُس سے آسمان کی گردش اور زمین کے سکون قرار دینے پر متوجہ ہوں +

مگر ہم سمجھتے ہیں کہ جمہور مفسرین نے بھی اِس آیت میں لفظ سماء سے بادل مراد لی ہے صرف ابن زید کا ایک قول منقول ہوا ہے جس سے یونانیوں والا آسمان مراد ہو سکتا ہے مگر اُس قول کو مفسرین نے نہیں مانا +

تفسیر کبیر میں لکھا ہے " اما قوله والسماء ذات الرجع فنقول قال الزجاج الرجع المطر لانه یجیئ ویتکرر واعلم ان کلام الزجاج وسایر ائمة اللغة صریح فی ان الرجع لیس اسما موضوعا للمطر بل سمی رجعا علی سبیل المجاز ولحسن هذه المجاز وجوه (احدها) قال القفال کانه من ترجیع الصوت وهو اعادته ووصل الحروف به فکذا المطر لکونه عایدا مرة بعد اخرے سمی رجعا (وثانیها) ان العرب کانو یزعمون ان السحاب یحمل الماء من بحار الارض ثم یرجعه الی الارض (وثالثها) انهم ارادوا التفاول فسموه رجعا لیرجع (ورابعها) ان المطر یرجع فی کل عام اذا عرفت هذا فنقول للمفسرین اقوال (احدها) قال ابن عباس والسماء ذات الرجع ای ذات المطر یرجع لمطر بعد مطر وثانیها رجع السماء

اعطاء الخیر الذی یکون من جہتہا حالا بعد حال علی مرور
الا زمان ترجعه رجعا اے تعطیه مرۃ بعد مرۃ (وثانیہا) رجع
السماء اعطاء الخیر الذی یکون من جہتہا حالا بعد مرۃ (وثالثہا)
قال ابن زید ھوا نہا تردو ترجع شمسہا و قمرہا بعد مغیبہا والقول
ھوالاول"

یعنی ہم کہتے ہیں کہ والسماء ذات الرجع میں جو لفظ رجع کا ہے اُس
کے معنے زجاج نے مینہہ کے لئے ہیں کیونکہ مینہہ آتا ہے اور پھر پھر کر آتا
ہے۔ یہ بات جان لینی چاہئے کہ زجاج کے اور تمام لغت کے عالموں کے
کلام میں اِس بات کی تصریح ہے کہ لفظ رجع مینہہ کے لئے نہیں بنایا گیا ہے
یعنی اُس کے لغوی معنے مینہہ کے نہیں ہیں بلکہ مجازاً بطور مینہہ کے نام
کے بولا جاتا ہے اور مجازاً مینہہ کا نام رجع رکھنے میں کئی خوبیاں ہیں۔ اوّل
یہ کہ قفال کا قول ہے کہ رجع کا لفظ گویا ترجیع الصوت سے لیا ہے جس کو
گانے والے گٹکری کہتے ہیں اور گٹکری آواز کا پھیرنا اور اُس سے حرفوں
کا لئے میں ملانا ہے اور یہی حال مینہہ کا ہے پس اُس کے برسنے اور پھر برسنے
کے سبب رجع اُس کا نام رکھدیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اہل عرب سمجھتے
تھے کہ بادل زمین کے دریاؤں میں سے پانی لے جاتے ہیں اور پھر زمین کو
پھیر دیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اُنھوں نے نیک فال کے ارادہ سے مینہہ کا
نام رجع رکھا ہے تاکہ پھر آوے۔ چوتھے یہ کہ مینہہ ہر برس پھر آتا ہے۔
اب کہ یہ بات جان لی گئی تو ہم کہتے ہیں کہ مفسروں کے کئی قول ہیں اوّل
ابن عباس کا قول ہے کہ والسماء ذات الرجع کے معنے ہیں ذات المطر
یعنی مینہہ والا پھیر لاتا ہے مینہہ کو مینہہ کے بعد دوسرے یہ کہ رجع السماء

سے وہ نیکی مراد ہے جو آسمان کیطرف سے بار بار زمانوں کے گذر جانے پر
بھی ہوتی رہتی ہے عرب بولتے ہیں ترجعہ رجعا یعنی اُس کو دیتا ہے بار بار
تیسرا ابن زید کا قول ہے وہ کہتے ہیں کہ آسمان لے جاتا ہے اور پھر لاتا
ہے اپنے سورج اور چاند کو اُنکے چھپ جانیکے بعد مگر پہلی بات ٹھیک ہے +
بااین ہمہ ہم خود سیاق و سباق کلام خدا پر غور کر سکتے ہیں اُسکے
دونوں جملوں کے ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہایت فصاحت
اور خوبی سے بادلوں کا اور اُس کے ساتھ زمین کے اُگانے کا جو دونوں
لازم و ملزوم ہیں بیان کیا ہے پھر چاہو لفظ رجع کے لغوی معنے لو خواہ
مجازی معنے دونوں حالتوں میں مطلب ایک ہی رہتا ہے ہم خود بادلوں
کو دیکھتے ہیں کہ جاتے آتے ہیں یہاں برستے ہیں پھر وہاں جا برستے ہیں پھر
یہاں آ برستے ہیں زمین کو سیراب کرتے ہیں وہ طرح طرح کے پھل پھولوں کو
اُگاتی ہے +

ایک بہت بڑا معجزہ قرآن شریف کا یہ ہے کہ خدا تعالے جا بجا نیچر
کی خوبی انسان کو جتلاتا ہے اور اُس سے اپنی خدائی کے ثبوت پر دلیل لاتا
ہے اور پھر اُس سے انسان کو روحانی نیکی حاصل کرنا سکھلاتا ہے۔ فہو
رب العرش العظیم۔ سبحانہ وتعالی شانہ +

قسم دوم میں جو آیتیں بیان ہوئی ہیں اور جن میں لفظ سماء کا فضائے
محیط پر اطلاق ہوا ہے اُن آیتوں میں کئی لفظ بحث کے لایق ہیں +

اوّل لفظ "استوی" جس کو ہم اور اور مفسروں نے بمعنے خلق
بیان کیا ہے پس لفظ استوا سے بحث کرنی گویا لفظ خلق سے بحث کرنی
ہے اس لئے اس مقام پر اس لفظ سے بحث نہیں کرتے کیونکہ آگے لفظ

خلق سے پوری بحث کی جاویگی +

دوسرا لفظ بروج کا ہے۔ یہ لفظ تین آیتوں میں آیا ہے تبارک الذی جعل فی السماء بروجًا وجعل فیھا سراجًا وقمرًا منیرا ۔ ولقد جعلنا فی السماء بروجًا وزینٰھا للناظرین ۔ والسماء ذات البروج ۔ مگر یہ لفظ ہمارے بیان کے مخالف نہیں ہے اور نہ اس لفظ سے آسمان کا ایسا جسم جیسا کہ یونانی حکیموں نے مانا تھا اور جس کی تقلید علماء اسلام نے کی ہے ثابت ہوتا ہے +

بروج جمع ہے بُرج کی اور بُرج مشتق ہے تبرّج سے جس کے معنے ظاہر ہونے کے ہیں قال الامام فی تفسیرہ " اشتقاق البرج من التبرج لظهوره

پس ان آیتوں میں جو بروج کا لفظ آیا ہے مفسرین نے اُن کے تین معنے لئے ہیں ۔ اوّل ابن عباس کی روایت ہے کہ بُروج سے مراد کواکب ہیں قال الامام فی تفسیرہ ۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان البروج ھی الکواکب العظام ۔ یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہی بڑے بڑے ستارے بُرج ہیں اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے " البروج ھی عظام الکواکب سمیت بروجا لظھورھا " یعنی بُروج یہی بڑے بڑے ستارہ ہیں اُن کا نام بروج اس لئے ہوا کہ وہ ظاہر ہیں ۔ لغات قرآن میں لکھا ہے " والسماء ذات البروج ھی ذات کواکب العظام " یعنی آسمان برجوں والے سے بڑے بڑے ستاروں والا مراد ہے ۔ پس اگر یہی معنے بروج کے لئے جاویں تو لفظ بروج کا اُن معنوں سے جو ہم نے سماء کے لئے ہیں کچھ بھی مخالف نہیں اور نہ ایسے معنے لینے سے یونانیوں کے آسمان کا وجود ثابت ہوتا ہے +

دوسرے معنے بروج کے لئے ہیں منازل قمر یعنی نچھتر کے یا منازل سیارات کے جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے "اما البروج فھی منازل السیارات" اور دوسری جگہ لکھا ہے "البروج ھی منازل القمر" +

تیسرے معنے بروج کے بُروج السماء یعنی آسمان کے برجوں کے لئے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے "انھا ھی البروج الاثنا عشر وھی مشھورۃ" اور لغات قرآن میں لکھا ہے "بروج السماء منازل الشمس والقمر وھی اثنا عشر بروجا معروفۃ اولھا الحمل و اخرھا الحوت" مگر حقیقت میں دوسرے اور تیسرے معنے ایک ہیں کچھ ان میں فرق نہیں ہے +

اب بُروج اثنا عشر کی کیفیت بتلانی چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ جو معنے سماء کے ہم نے بیان کئے ہیں بروج کا لفظ اُس کے منافی ہے یا نہیں جاننا چاہیئے کہ ابتدا میں جب اہل تنجیم یا اہل ہیئت نے اس علم کے مسائل پر غور کی تو اُنھوں نے دیکھا کہ آفتاب سال بھر میں نقطہ اعتدال سے طلوع و غروب میں تین مہینہ تک جانب شمال میل کرتا جاتا ہے اور پھر تین مہینہ تک جانب نقطہ اعتدال رجوع کرتا آتا ہے اور جب اُس نقطہ پر پہونچ جاتا ہے تو تین مہینہ تک جانب جنوب میل کرتا جاتا ہے اور پھر تین مہینہ تک جانب نقطہ اعتدال رجوع کرتا ہے یہ حال آفتاب کا تمام دنیا میں دکھائی دیتا تھا اور اس سبب سے وہ ستارے جو طریق الشمس میں ہمیشہ پڑتے تھے بہ نسبت اور ستاروں کے زیادہ معلوم ہو گئے تھے یعنی اہل تنجیم بہ نسبت اور ستاروں کے اُن سے زیادہ واقف ہو گئے تھے جب اُنھوں نے اُن ستاروں پر غور کیا تو بہت سے ستاروں کو ایک جگہ ایک ایسی ترتیب

سے پایا کہ اگر اُن کو نقاط فرض کر کر خطوط وصل کئے جاویں تو ایک صورت اُس میں پیدا ہوتی ہے اور ایسا مجمع ستاروں کا بارہ موقعوں پر اُن کو دکھائی دیا اور ہر ایک مجمع کی حد سے قریب ایک ایک مہینہ میں آفتاب کا گذر ہوتا تھا۔ پس اہل تنجیم نے ستاروں کے اُن بارہ مجمعوں کو بارہ صورتیں قرار دیں جیسے کہ اُن کواکب میں خطوط وصل پیدا کرنے سے پیدا ہوتی تھیں اور ہر ایک صورت کا ایک نام رکھدیا جو مشہور ہیں اور چونکہ وہ کواکب کچھ تو اس سبب سے کہ طریق الشمس میں واقع تھے اور کچھ اس سبب سے کہ اُن کے مجموع سے ایک صورت قرار دیدی گئی تھی بہ نسبت اور کواکب کے زیادہ ظاہر اور زیادہ معلوم تھے اُن کے مجمع کا یا اُس صورت کا جو مجمع کواکب سے خیال کی گئی تھی بُرج نام رکھا جو مشتق تبرج سے ہے پس نتیجہ یہ ہوا کہ بُرج نام ہے اس خاص مجمع کواکب کا جو اُس فضاے محیط میں میلان طریق الشمس میں بوضع خاص واقع ہوئے ہیں اِس لئے سماء کو ذات البروج کہنا کچھ بھی منافی ہمارے کلام کا نہیں ہے اور والسماء ذات البروج کہنا بالکل ایسا ہے جیسے کہ والسماء ذات النجوم کہنا اور تبارك الذی جعل فی السماء بروجًا کہنا ایسا ہے جیسے کہ تبارك جعل فی السماء نجومًا کہنا اور ولقد جعلنا فی السماء بروجًا کہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ ولقد جعلنا فی السماء نجومًا کہنا +

بعد اس تقرر کے اہل تنجیم واہل ہیئت یونانیہ کو ایک اور مشکل پیش آئی جس سے اُنھوں نے صور بروج کو فلک ہشتم پر اور تقسیم بروج کو فلک نہم پر مانا مگر یہ مسائل علم ہیئت کے ہیں اُس کی بحث کا یہاں موقع نہیں ہے غرضکہ اُنہی کواکب کے مجمع کو جن سے صورت حمل وثور وجوزا وسرطان وغیرہ

کی پیدا ہوتی ہیں اہلِ عرب بُروج کہتے تھے اور اُن کا کہنا صحیح تھا پس قرآن مجید میں بھی اُنہی پر بروج کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے جو ذرا بھی ہمارے بیان کے منافی نہیں ہے اور نہ کسی طرح لفظ بروج کا آسمان کے مجسم مجسم صلب بلوریں ہونے کا متقاضی ہے +

تیسرا قابل بحث کے شاید لفظ "قال" ہو جو آیۃ کریمہ فقال لہا وللارض ائتیا طوعا اوکرھا قالتا اتینا طائعین میں واقع ہے +

مگر ہم نہیں سمجھتے کہ اس میں کیا بحث کیجاویگی شاید یہ بحث ہو کہ ہرگاہ سماء سے فضائے محیط مرتفع مراد لی ہے اور وہاں کسی لطیف جسم ہونے کا بھی دعوے نہیں کیا گیا تو خلا لازم آیا اور خلا امر وجودی نہیں ہے بلکہ امر عدمی ہے تو وہ کیونکر قابل امر و لایق اطاعت ہو سکتا ہے +

مگر یہ خیال اگر کسی کو ہو تو صحیح نہیں ہے کیونکہ ہمنے محل سیر کواکب کو سماء قرار دیا ہے اور وہ مکانیت سے خالی نہیں در مکان خالی عن المادہ امر وجودی ہے امر عدمی نہیں ہے باقی رہی بحث استعمال لفظ قال کی جو خدا کی طرف سے زمین کی نسبت اور آسمان کی نسبت کہا گیا اور اسی طرح زمین اور آسمان کی طرف قال کی نسبت کی گئی یہ ایک جدا بحث ہے جو ما نحن فیہ سے متعلق نہیں +

چوتھا لفظ قابل بحث کے "ابواب" کا ہے جو آیۃ کریمہ لا تفتح لھم ابواب السماء میں واقع ہے اس لفظ سے لوگ خیال کرتے ہونگے کہ آسمان میں دروازے ہیں اور جب تک آسمان ایسا ہی مجسم نہو جیسے کہ یونانیوں والا آسمان تو اُس میں دروازے اور کواڑ اور کنڈے قفل کیونکر ہو سکتے ہیں +

جن علماء کے ذہن میں آسمان کا جسم بہ تقلید یونانیاں صلب بلورین جما ہوا تھا اُنھوں نے تو آسمان میں سچ مچ کے دروازے بنا دیے ہیں لیکن علماء محققین نے فتح ابواب سماء سے خیر و برکت مراد لی ہے چنانچہ اُن کا قول تفسیر کبیر میں اس طرح پر لکھا ہے۔ فی قوله لا تفتح لهم ابواب السماء اقوال والقول الرابع لا تنزل علیهم البرکة والخیر وهو ماخوذ من قوله ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر۔ یعنی اُن کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھلنے کی تفسیر میں مفسّروں کے کئی قول ہیں اُنمیں سے ایک یہ قول ہے کہ لا تفتح لهم ابواب السماء کے یہ معنے ہیں کہ اُن پر یعنی کافروں پر خیر و برکت نہ نازل ہوگی اور یہی معنے ہمارے نزدیک صحیح ہیں جو کسی طرح ہمارے بیان کے مخالف نہیں ہیں +

سوائے اِن الفاظ کے جو مذکور ہوئے اور کوئی لفظ اِن آیتوں میں جو قسم دوم میں داخل ہیں قابل بحث کے نہیں معلوم ہوتا +

قسم سوم میں جو آیتیں بیان ہوئی ہیں اور جن میں لفظ سماء کا اس نیلی چیز پر جو ہم کو دکھائی دیتی ہے اطلاق ہوا ہے اُن آیتوں میں کئی لفظ بحث کے قابل ہیں +

اوّل لفظ "باب" جو آیۃ کریمہ "ولو فتحنا علیهم بابا من السماء" میں واقع ہے اور وہ پوری آیت یوں ہے "ولو فتحنا علیهم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون" +

یعنی اور اگر ہم کھولدیں اُن پر دروازہ آسمان سے اور وہ ایسے ہو جاویں کہ سارے دن اُس میں چڑھتے رہیں تو کہینگے کہ ہماری نگاہ بندی ہوتی ہے نہیں تو ہم پر جادو ہوا +

لوگ خیال کرتے ہونگے کہ جب اِس آیت میں آسمان کے دروازے کا ذکر ہے اور اُس میں چڑھنے کا بھی بیان ہے تو ضرور آسمان ایسا ہی مجسم ہے جیساکہ یونانی بیان کرتے ہیں +

مگر خود اِس آیت سے آسمان میں دروازہ ہونے کا عدم امکان ثابت ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالے ایک غیر ممکن بات کو فرض کرکر بیان فرماتا ہے کہ اگر آسمان میں دروازہ بھی کھُل جاوے اور کافر اُس میں چڑھ بھی جایا کریں تب بھی ایمان نہ لاوینگے اور کہینگے کہ یا ہماری ڈھسٹ بندی کی ہے یا ہم پر جادو کیا ہے پس اِس آیت سے ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے نہ یونانیوں کے مقلدوں کا +

خدا تعالے کافروں کے حال میں اکثر غیر ممکن باتوں کی نسبت فرمایا کرتا ہے کہ اگر یہ بھی ہوجاوے تب بھی وہ نہ مانیں گے جیسے کہ اِس آیت میں فرمایا ہے "ان الذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط"

یعنی بیشک جنھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور اُن کے سامنے گھمنڈ کیا ہرگز نہ کھُلینگے اُن کے لئے دروازے آسمان کے یعنی اُنکو خیر وبرکت نہ ہوگی اور نہ بہشت میں جاوینگے یہاں تک کہ گھُس جاوے اونٹ سوئی کے ناکے میں +

اونٹ کا سوئی کے ناکے میں گھُس جانا غیر ممکن ہے پس اللہ تعالے کافروں پر خیر وبرکت ہونے اور اُن کا بہشت میں جانا ناممکن ہونا اس طرح پر سمجھاتا ہے کہ اگر اونٹ بھی سوئی کے ناکے میں گھُس جاوے تو بھی خیر وبرکت ہوگی اور نہ وہ بہشت میں جاوینگے +

اسی طرح آیت ما نحن فیہ میں فرمایا ہے کہ اگر آسمان میں ایسا دروازہ جس میں آدمی آتے جاتے ہیں کھولا جاوے اور کافر اس میں جانے لگیں جو غیر ممکن ہے تب بھی وہ نہ مانیں گے اور کہینگے کہ ہماری ڈھٹ بندی کی ہے یا ہم پر جادو کیا ہے +

تفسیر کبیر میں لکھا ہے "اعلم ان ھذا الکلام فی سورۃ الانعام فی قولہ تعالی ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین والحاصل ان القوم لما طلبوا نزول الملائکۃ یصرحون بتصدیق الرسول علیہ السلام فی کونہ رسولا من عند اللہ تعالی بین اللہ تعالی فی ھذہ الآیۃ ان بتقدیر ان یحصل ھذا المعنی لقال الذین کفروا ھذا من باب السحر وھولاء الذین یظن ان نراھم فنحن فی الحقیقۃ لا نراھم" +

ترجمہ۔ جاننا چاہیئے کہ اس آیت میں وہی بات ہے جو سورہ انعام میں کہی گئی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے "اور اگر بھیجیں ہم تیرے پاس کاغذ میں لکھا ہوا تو پھر چھولیں اُس کو اپنے ہاتھ سے تو بھی جو لوگ منکر ہیں کہینگے کہ یہ اصل میں کچھ نہیں ہے صرف جادو ہے" حاصل یہ ہے کہ جب اہل عرب نے رسول خدا پر رسول اللہ ہونے کا یقین لانے کو فرشتوں کا اُترنا چاہا تو اللہ تعالے نے اس آیت میں بتایا کہ بر تقدیر اگر یہ بھی ہو جاوے تو بھی جو لوگ منکر ہیں کہینگے کہ یہ ایک جادو کی قسم میں سے ہے اور جنکو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں حقیقت میں ہم نہیں دیکھتے

پس جبکہ اِس آیت میں آسمان میں دروازہ کا ہونا اور اُس میں کافروں کا چڑھنا یا فرشتوں کا اُترنا بطور محال کے بیان کیا گیا ہے تو باب کا لفظ

سماء کے اُن معنوں کے جو ہم نے اس آیت میں یا اس قسم سوم میں بمعنے اس نیلی چیز کے جو ہم کو بسبب انعکاس شعاع آفتاب کرہ ہوا میں دکھائی دیتی ہے لئے ہیں کچھ بھی منافی نہیں - البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس آیت میں جس چیز پر ہم نے سماء کے لفظ کا اطلاق ہونا بیان کیا ہے بظاہر اُس کی حالت ایسی ہونی چاہیے جس میں دروازہ کھُلنے کا اطلاق ہو سکے اِس میں کچھ شک نہیں کہ یہ نیلی چیز جو ہم کو اُس کی ایسی ہی حالت دکھائی دیتی ہے نہایت صاف بغیر کسی پھوٹاؤ اور دراڑ کے گنبد کی چھت کی مانند نہایت پختہ بنی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور ہمارے خیال میں ڈاٹ لگا ہوا سا ایک جسم سمائی ہوئی ہے پس اُس خیال کے موافق اُس جسم خیالی میں دروازہ کھولنے کا اطلاق ہو سکتا ہے - خدا نے قرآن مجید بندوں کی زبان اور محاورہ میں نازل کیا ہے پس بندوں کے اُس خیالی جسم پر بندوں کے محاورہ کے موافق دروازہ کھولنے کا اطلاق ہوا ہے نہ بطور اصل حقیقت کے +

دوسرا لفظ " سقف " ہے جو آیتہ کریمہ وجعلنا السماء سقفاً محفوظاً میں آیا ہے اور والسقف المرفوع میں جو لفظ سقف کا ہے اُس سے بھی آسمان مراد ہے - تفسیر کبیر میں لکھا ہے سمی السماء سقفا لانھا للارض کا السقف للبیت - یعنی آسمان کو چھت اس لئے کہا ہے کہ وہ زمین کے لئے ایسا ہے جیسے گھر کے لئے چھت +

بلاشبہ یہ نیلی نیلی چیز ہم کو ایسی اوپر دکھائی دیتی ہے کہ گویا دُنیا کی چھت ہے مگر اس سے یونانیوں کے مقلدوں کو کیا فائدہ ہے اِس لئے کہ اِس نیلی چیز کو جسے خدا نے سقف محفوظ یا سقف مرفوع کہا ہے یونانی بھی تو وہ آسمان نہیں مانتے جسکے وہ قائل ہیں اور علماء اسلام بھی اُن کی

تقلید سے اس نیلی نیلی چیز کو اپنا مسلمہ آسمان قرار نہیں دیتے اور قرآن مجید میں جسکو سقف مرفوع و سقف محفوظ کہا ہے وہ تو یہی نیلی نیلی چیز ہے جو تمام دنیا کے لوگوں کو دنیا کی چھت کی مانند دکھائی دیتی ہے اور عرب کے بادیہ نشین جنکی زبان میں قرآن مجید اترا اسی کو سقف مرفوع سمجھتے تھے جو آسمان کہ یونانی قرار دیتے ہیں اور جن آسمانوں کا یا جس آسمان کا ذکر علماء اسلام کرتے ہیں وہ تو کسی نے دیکھا بھی نہیں پھر کیا معلوم کہ وہ دنیا کی چھت ہے یا چھت کی چھت گیری ہے +

علاوہ اس کے سقف کی مثال دینے سے اُس کا ایسے جسم سے مجسم ہونا جیسا کہ یونانی تسلیم کرتے ہیں کیونکر لازم آتا ہے یہ نیلی نیلی چیز ہم کو اس طرح پر دنیا کو گھیرے ہوئے دکھائی دیتی ہے جیسے گھر کو چھت اور اسی مشابہت سے اُس پر سقف کا اطلاق کیا ہے خواہ وہ اهون من بیت العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید +

تیسرا لفظ "رفع" کا ہے جو آسمان کی نسبت بولا گیا ہے درحقیقت یہ نیلی چیز جو ہم کو دکھائی دیتی ہے اور جسکو آسمان کہتے ہیں شے مرفوع ہے مگر لفظ رفع سے اُس کا لوہے یا تانبے کے پترے کا سا ہونا کیونکر لازم آتا ہے +

چوتھا لفظ "کسف" کا ہے جسکے معنے ٹکڑوں یا پارچوں کے ہیں یہ لفظ البتہ بحث کے قابل ہے مگر اول ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ ان آیتوں میں جو لفظ سماء کا آیا ہے اُس سے یہی نیلی نیلی چیز جو دکھائی دیتی ہے مراد ہے یا اور کوئی چیز۔ کچھ شبہ نہیں کہ یہی مراد ہے کیونکہ سورت سبا کی آیت میں خدا نے فرمایا ہے "اولم یروا الی ما بین ایدیھم و ما خلفھم من السماء والارض" اور انسان کے ہر طرف یہی نیلی نیلی ! چیز ہے جسکو آسمان

فرمایا ہے اور یہی زمین ہے پھر اُسکے آگے جو زمین کے دھنسانے کا اور آسمان سے ٹکڑہ گرانے کا ذکر فرمایا ہے وہ بھی اسی زمین کے دھنسانے اور اسی نیلی نیلی چیز کے ٹکڑا گرانے کا ہے اور سب کے نزدیک اس نیلی نیلی چیز کا ایسا جسم نہیں ہے جس سے حقیقتاً ٹکڑا گرنا ممکن ہو پس جن آیتوں میں "کسفاً" کا لفظ ہے وہ یونانیوں کے مقلد مولویوں کے لئے کچھ مفید نہیں اور نہ اُس سے یونانیوں والا مجسم آسمان ثابت ہوتا ہے نہ تیرھویں صدی کے مولویوں کا ؛

علاوہ اس کے اِس آیت میں خدا تعالے محسوسات سے اپنی قدرت ثابت کرتا ہے یونانیوں والا مجسم آسمان یا تیرھویں صدی کے مولویوں والا مجسم آسمان محسوس نہیں ہے کیونکہ سوائے اِس نیلی چیز کے اور کچھ انسان کو محسوس نہیں ہے پس غیر محسوس شے سے ٹکڑا گرانے کا ذکر کرنا اثبات مدعا کو کافی نہیں اس لئے "کسفاً" کا لفظ نہ ہمارے مطلب کے منافی ہے اور نہ یونانیوں کے مقلدوں کے مفید ہے ؛

اصل یہ ہے کہ خدا تعالے قرآن مجید میں بندوں کی زبان میں اور اُنہی کے محاورات کے موافق کلام کرتا ہے اور جب اُن کو کسی محسوس چیز سے ہدایت کرتا ہے یا محسوسات سے اپنی کمال قدرت کو ثابت کرتا ہے تو اُنہی کے خیالات کے موافق اور جس طرح کہ وہ شے محسوس ہوتی ہے اُسی کے مطابق کلام کرتا ہے اِس میں حکمت یہ ہے کہ اگر ایسے موقع پر خیالات کی تبدیل اور حقایق اشیاء کے سمجھانے پر متوجہ ہو تو اصلی مقصود روحانی تربیت کا فوت ہو جاوے ؛

تمام انسان اس نیلی چیز کو سقف گنبدی سمجھتے تھے جیسے کہ وہ دکھلائی دیتی ہے اور ریختہ کی ڈاٹ سے بھی زیادہ مضبوط سمجھتے تھے پس

خدا نے مطابق اُن کے خیالات کے اُن کو فرمایا کہ اُس میں ایسی قدرت ہے کہ اگر چاہے تو اُس چیز میں سے بھی جس کو تم ایسا مستحکم سمجھتے ہو تم پر ٹکڑا گرادے اور زمین کو باوصف اس قدر عظمت و استحکام کے دھنسا دے پس ایسے مقامات پر اسبات سے غرض نہیں ہوتی کہ اس نیلی چیز کا جسم اس قابل ہے کہ اُس میں سے ٹکڑا ٹوٹ کر گر سکے یا نہیں اور اگر ٹکڑا ٹوٹ کر گرنے کے قابل ہے تو وہ ایسا ہی ٹکڑا ہو گا جیسے چھت میں کی پٹیا یا پتھر میں کی بٹیا +

علاوہ اس کے "سماء" سے سماء ما نحن فیہ مراد نہیں ہے تفسیر کبیر میں لکھا ہے "کسفا من السماء قرء کسفا بالسکون والحرکۃ وکلاھما جمع کسفۃ وھی القطعۃ والسماء السحاب او الظلۃ + + روی انہ حبس عنھم الریح سبعا وسلط علیھم الرمل فاخذ بانفاسھم لا ینفعھم ظل ولا ماء فاضطروا الی ان خرجوا الی البریۃ فاظلتھم سحابا وجدوا لھا بردا ونسیما فاجتمعوا تحتھا فامطرت علیھم نارا فاحترقوا" یعنی کسفا جمع ہے کسفۃ کی جسکے معنے ٹکڑے کے ہیں اور آسمان سے یا تو بادل مراد ہے یا اور کوئی چھائی ہوئی چیز پھر اخیر میں وہ ایک روایت لکھتے ہیں کہ اصحاب ایکہ نے جو کہا تھا کہ ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دو تو اُن پر عذاب اس طرح پر نازل ہوا کہ سات دن تک ہوا بند رہی اور ریت یا غبار جو آسمان میں چڑھ گیا تھا اُن پر چھا گیا اور اُن سب کا دم گھٹنے لگا نہ اُن کو کوئی سایہ دار چیز فائدہ دیتی تھی اور نہ پانی پھر وہ بیقرار ہوئے اور جنگل میں نکل جانا چاہا اتنے میں ایک بادل اُن پر چھا گیا اُن کو ٹھنڈک

معلوم ہوئی اور ہلکی ہلکی ہوا بھی لگی اور سب اُس کے نیچے آن کر جمع ہو گئے
پھر اُس میں سے آگ برسنے لگی پھر سب جل گئے۔ پس جبکہ سماء سے اُس مقام
پر سماء ما نحن فیہ ہی مراد نہو تو "کسف" کے لفظ سے سماء ما نحن
فیہ کے مجسم ہونے پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے اور خدا کو محل عذاب
میں یہ بات فرمانی کہ ہم چاہیں زمین کو دھنسا دیں یا بادل کا ٹکڑا گرا دیں
یا کافروں کا یہ کہنا کہ اگر تم سچے ہو تو بادل کا ایک ٹکڑا ہی زمین پر اُتار دو
کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر کچھ اعتراض ہو سکے کیونکہ اگر بادل زمین
پر گر پڑے تو نہایت سخت عذاب سے لوگ برباد ہو جاویں +
علاوہ اس کے مقام تہدید میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اصلی مقصود
اُس کا نتیجہ ہوتا ہے زمین کے دھنسانے اور آسمان کا ٹکڑا گرانے سے
صرف یہ مقصود ہے کہ خدا اُن کے برباد کرنے پر قادر ہے پس مقصد کو
چھوڑنا اور خواہ نخواہ لفظی بحث کے پیچھے پڑنا تفسیر القول بما لا یرضے
بہ قائلہ کرنا ہے۔ اور ایسی علمیت جتانے سے اسلام کو اور قرآن کو
بدنام کرنا اور اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ قرآن اور علم یا قرآن اور حالت
موجودات یا قرآن و حقایق اشیاء متحد نہیں ہیں اللھم انی اعوذبك
من مثل هذا العلم فانه حجاب اکبر +
امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ "واما التھدید فیقول ان
نشاء نخسف بھم الارض یعنی نجعل عین نافعھم ضارھم بالخسف
والکسف" یعنی خدا نے کافروں کو اس کہنے سے تہدید کی ہے کہ اگر ہم
چاہیں تو زمین کو دھنسا دیں یعنی اگر ہم چاہیں تو جو چیز خاص تمہارے
مفید ہے تمہارے مضر کر دیں دھنسا کر ٹکڑا گرا کر ولا شك فی قدرته +

نکتہ - قرآن مجید میں بہت باتیں بطور کنایہ کے فرمائی ہیں اُس سے خاص اُس بات کا ثبوت مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ مخاطب کا ذہن اُس سے اُس کے لازم بہ لزوم عقلی یا عادی کی طرف منتقل ہو جاوے - اِسی طرح بعضی دفعہ ایک صورت محسوسہ اِس لئے بیان کی جاتی ہے کہ جو معنے مراد ہیں اُسکی تصویر مخاطب کے ذہن میں آجاوے اور اُس سے اُس صورت محسوسہ کا اثبات مقصود نہیں ہوتا پس وہ لوگ سیاق قرآن مجید سے واقف نہیں ہیں جو اُن کنایوں سے یا اُس صورت محسوسہ سے خاص اُسی کا ثبوت مقصود سمجھتے ہیں پس ان آیتوں میں جو "اونسقط علیھم کسفا من السماء - یا - فاسقط علینا کسفا من السماء" آیا ہے یہ سمجھنا کہ اِس سے آسمان کے واقعی ٹکڑوں کا ثبوت ہوتا ہے نہایت غلطی ہے بلکہ یہ صرف بیان بالکنایہ ہے اور اُس کا لازم مقصود ہے ⁂

شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز الکبیر میں از فام فرماتے ہیں کہ "کنایۃ آنست کہ حکمی اثبات کنند و قصد نہ ثبوت عین آں باشد بلکہ قصد آنست کہ انتقال کند ذہن مخاطب بلازم آن بلزوم عادی یا عقلی چنانکہ از عظیم الرماد معنے کثرت ضیافت و از یداہ مبسوطتان معنے سخاوت ادراک میشود و تصویر معنے مراد بصورت محسوسہ از ہمیں قبیل است و آن بابے است واسع و اشعار عرب و خطب ایشاں و قرآن عظیم و سنت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بآں محشون است واجلب علیھم بخیلك ورجلك تشبیہ دادہ شد بر ئیس دزداں چوں یاراں خود را آواز دہد کہ ازیں سو حملہ کن وازاں سو درآ - وجعلنا من بین ایدیھم سدًا ومن خلفھم سدًا - وجعلنا فی اعناقھم اغلالاً تشبیہ دادہ شد

اغراض ایشاں را از تدبر آیات بکسے کہ اورا مغلول کردہ باشند یا بر ہر جہت او سدے بنا کردہ باشند پس اصلاً نمے تواند دید واضمم جناحك من الرهب یعنی مجموع خاطر شو پراگندگی نفس بگذار ونظیر ایں باب در عرف آنست کہ چوں شجاعت کسے را تقریر کنند بشمشیر اشارہ کنند کہ ایں طرف میزنند وآں طرف میزنند ومقصود جز غلبہ او بر اہل آفاق بہ صفت شجاعت نباشد گو در تمام عمر شمشیر بدست نگرفتہ باشد یا گویند فلاں میگوید کہ در زمین کسے را نمے بینم کہ با من مبارزت تواند کرد و یا گویند کہ فلاں خود چنیں میکند واشارہ کنند بہیئتے کہ اہل مبارزت در وقت غلبہ بر خصم مے کنند گو کہ ایں شخص گاہے ایں کلمہ نگفتہ باشد وایں فعل نکردہ باشد یا گویند فلاں حلق مرا خفا کردہ است و دست در گلوے من انداختہ لقمہ را برکشیدہ است" انتہی +

پس جہاں کہیں کہ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ محسوسات کا بطور عرف عام بیان فرماتا ہے اُس سے اُس کے عین کا ثبوت مقصود نہیں ہوتا ہم بھی کہتے ہیں کہ آسمان گر پڑے آسمان ٹوٹ پڑا یہ ایسی بات ہے، کہ اس سے آسمان پھٹ جاوے کلیجا پھٹ جاوے مگر کبھی ان الفاظ سے حقیقتاً اُن چیزوں کا ثبوت مقصود نہیں ہوتا بلکہ اُس کے لازم بلزوم عقلی یا عادی کا ہوتا ہے فتدبر +

پانچویں لفظ " الطی " قابل بحث ہے جسکے مشتقات آیتہ کریمہ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب اور آیتہ کریمہ والسموات مطویات بیمینہ میں آئے ہیں +

مگر ان آیتوں سے یہ خیال کرنا کہ آسمان کاغذ یا کپڑے یا چادر یا

رومال کی مانند ایک جسم ہے جو خدا کے ہاتھ پر لپیٹ جاوے گا یا جیسے مکتبوں میں لڑکے مکتوب لپیٹ لیتے ہیں اُس طرح لپیٹ جاوے گا ایک بڑی غلطی ہے یہ کلام مجازاً بولا گیا ہے جس سے مقصود صرف اتنا ہے کہ یہ تمام آسمان و زمین جیسے کہ پہلے نیست تھے پھر نیست ہو جاوینگے +

خدا تعالے اوّل فرماتا ہے کہ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب اور اسی کے ساتھ فرماتا ہے کما بدءنا اوّل خلق نعیدہ یعنی یہ فرماکر کہ ہم آسمان کو مکتوب کی مانند لپیٹ لینگے اُس کے مطلب کو بتا دیا کہ جس طرح ہم نے پہلے پہل پیدا کرنا شروع کیا تھا پھر ویسا ہی کرینگے اور ایسا کرنا اسی وقت ہوگا جبکہ یہ سب نیست ہو جاوے گا +

تفسیر کبیر میں بہ تحت آیت والسموات مطویات بیمینہ کے بہت طول گفتگو لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب مجاز ہے اور مجازاً واسطے اظہار قدرت و شان خدا خدا تعالے کے بولا گیا ہے +

قال صاحب الکشاف الغرض من ھذا الکلام اذا اخذتہ کما ھو بجملتہ ومجموعہ تصویر عظمتہ والتوقف علی کنہ جلالہ من غیر ذھاب بالقبضۃ ولا بالیمین الی جھۃ حقیقۃ او جھۃ مجاز یعنی صاحب تفسیر کشاف کا قول ہے کہ اس کلام سے جبکہ اُس سبکو جمع کر کر لو تو مقصود اُس سے خدا تعالے کی عظمت کی تصویر بتانا اور اُس کے جلال کی کنہ میں متوقف رہنا ہی بغیر اس بات کے کہ مٹھی اور دائیں ہاتھ سے حقیقت میں مٹھی اور دایاں ہاتھ سمجھیں یا مجازا خیال کریں +

بعد اس کے ایک لمبا جھگڑا تاویل کا اور حمل کلام کا حقیقت سے مجاز پر لکھ کر ارقام فرماتے ہیں " ولا شک ان لفظ القبضۃ والیمین

مشعر لهذه الاعضاء والجوارح الا ان الدلایل العقلیة قامت علی امتناع ثبوت الاعضاء والجوارح للہ تعالٰی فوجب حمل هذه الاعضاء علی وجه المجاز۔ یعنی اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مٹھی اور دایاں ہاتھ ان اعضاء اور ہاتھوں کو جو ظاہر میں ہیں بتاتا ہے مگر عقلی دلیلوں سے ثابت ہؤا ہے کہ خدا تعالےٰ کے اعضا اور جوارح کا ہونا غیر ممکن ہے اس لئے واجب ہے کہ مٹھی اور دایاں ہاتھ جو بیان ہؤا ہے اُس کو مجاز پر حمل کریں پس جبکہ دونوں چیزیں مجاز پر حمل ہوئیں تو مٹھی میں اُٹھانا اور ہاتھ پر لپیٹنا بھی یقینی مجاز ہو گیا +

ثم قال صاحب الکشاف وقیل قبضتہ ملکہ ویمینہ قدرتہ وقیل مطویات بیمینه اے مفنیات۔ یعنی صاحب کشاف نے کہا ہے کہ مٹھی سے تو ملکِ خدا مراد ہے اور دائیں ہاتھ سے اُس کی قدرت اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دائیں ہاتھ میں لپیٹنگے یعنی فنا اور معدوم ہو جاوینگے پس لپیٹنے کے لفظ سے آسمانوں کا حقیقت میں لپیٹنے کے لایق جسم سمجھنا ٹھیک ٹھیک کٹھ ملّا ہونا ہے +

چھٹے الفاظ " انشقاق وانفراج اور انفطار اور فتح " اور مثل انکے ہیں کہ اُنکے مشتقات یا بہ تبدیل ابواب قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اِن الفاظ کی نسبت بھی وہی بحث ہے جو ہم نے بالتفصیل " کسفا " کے لفظ کے تحت میں کی ہے یہی نیلی نیلی چیز جس کو سب لوگ آسمان کہتے تھے اور جانتے تھے اور کہتے ہیں اور جانتے ہیں سب کو ایک مجسم چیز اور چھت کی طرح بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ اُس کی حقیقت سے واقف نہ تھے مگر جیسے کہ وہ دکھائی دیتی تھی اُس قیاس پر اُس کو پھٹنے اور چرنے

کے قابل خیال کرتے تھے قرآن مجید جو ٹھیک عرب اوّل کے محاورہ میں اُترا ہے
اُنہی کے خیال اور محاورہ کے موافق سوہ الفاظ بولے گئے ہیں اور مقصود
اُس سے صرف معدوم ہونا اور فنا ہونا موجودات کا ہے پس کسی طرح یہ
الفاظ آسمان کی ایسی حقیقت پر اور ایسے جسم پر جیساکہ یونانیوں نے تسلیم
کیا تھا اور جسکی تقلید علماء اسلام نے کی تھی یا جیساکہ تیرھویں صدی کے
مولوی بیان کرنا چاہتے ہیں دلالت نہیں کرتے +

شاہ ولی اللہ صاحب فوز الکبیر میں اسلوب قرآن کی بحث میں رقام
فرماتے ہیں کہ "پس اگر برخلاف طور ایشاں (یعنی عرب اوّل) گفتہ شود
بحیرت درمانند و چیزے ناآشنا بگوش ایشاں رسد و فہم ایشاں را مشوش
سازد" مگر یہ قاعدہ صرف اسلوب قرآن ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ قرآن مجید
کی ہر بات میں یہ امر ملحوظ ہے +

ایک مقام میں بہ ذیل بیان معنے آیت محکم شاہ صاحب نے بیان
فرمایا ہے کہ " اعتبار دانستن عرب اوّل است نہ موشگافان زمان مارا
کہ موشگافی بیجا دائے است عضال کہ محکم را متشابہ میسازند و معلوم را
مجہول" اگرچہ یہ امر شاہ صاحب نے معنی لغت کی نسبت لکھا ہے مگر یہ
ایسا قاعدہ ہے جو بہت سی چیزوں کے لئے مفید ہے مثلاً جیسے کہ عرب
سماء کا اطلاق اس نیلی چیز پر کیا کرتے تھے جو ہم کو بطور ایک سقف گنبدی
کے دکھائی دیتی ہے تو ہم کو اُسی پر اکتفا کرنا چاہئے اور زیادہ موشگافی
کرکر اور رَل رَل کر مکھی کو بھینسا بنانا نہیں چاہئے اسی طرح جبکہ عرب اوّل
اسی نیلی چھت کو پھٹنے والی اور چرنے والی اور پوست کھینچنے کے لایق خیال
کرتے تھے تو اُن الفاظ کو اُنہی کے خیالات پر مقصود رکھنا چاہئے نہ یہ کہ اس

کے لازم کو اپنی طرف سے اضافہ کرکر اُس نیلی چھت کو ایسا جسم قرار دیا جاوے جو کاغذ یا کپڑے کی طرح پھٹ سکے یا لپٹ سکے یا بکری کی طرح اُس کا پوست اُتارا جاسکے اگر غور کیا جاوے تو سبع سموات کا لفظ بھی درحقیقت مثبت تعدد آسمانوں کا نہیں ہے کیونکہ عرب کے خیال میں تھا کہ سات آسمان ہیں اور جوکہ اُنھوں نے بجز اس نیلی چھت کے اور کسی چیز کو نہیں دیکھا تھا اور اُس کو ایک مستحکم جسم سمجھتے تھے اور اس لئے اُنھوں نے خیال کیا تھا کہ ساتوں آسمانوں کا ایسا ہی جسم ہوگا اور پھر اُس خیال سے اُن کا نوبر تو ہونا بھی اُن کے ذہن میں جما ہوا تھا اُنھی کے خیال کے موافق قرآن مجید میں جو عرب اول کی زبان و محاورہ میں نازل ہوا ہے وہ سب باتیں بیان ہوئیں ہیں اُن کو خواہ نخواہ حقیقت واقعی کا مثبت قرار دینا اسلوب بدیع قرآن مجید کے برخلاف ہے اگر حقیقت اشیاء اُس کے مطابق پائی جاوے جیساکہ قرآن مجید میں موافق خیال عرب اوّل کے بیان ہوا ہے فھوالمراد اور اگر بفرض محال اُس کے برخلاف بیان ہو تو بھی کچھ نقصان یا اعتراض قرآن مجید پر نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ عرب اول کی زبان میں بولا گیا ہے ہاں جس وقت کہ قرآن مجید یونانی مولویوں اور خیالی فلسفیوں کے ہاتھ آتا ہے اور وہ ہندی کی چندی اور نکات بعدالوقوع نکالنے پر اپنے علم کو اور بےمعنی اعتراضات وبحث کو ختم کرنے لگتے ہیں اُس وقت قرآن مجید کا حال صائب کے شعر کا سا ہو جاتا ہے جب کہ اُس نے کہا تھا کہ "شعر مرا بمدرسہ کہ برد" غرض ہماری یہ ہے کہ قرآن مجید کو مثل کلام ایک انسان فصیح قح عرب اول کے خیال کرکر اُس کے الفاظ کے معنے لگائے جاویں نہ مثل فلاسفہ یونان کے کلام کے۔ ومن لم یتنفذ بھذا فقد ضل سواء السبیل +

ساتویں الفاظ "اشد و اکبر" قابل لحاظ کے ہیں خدا تعالےٰ موافق خیال عرب اول کے اپنی قدرت کاملہ کو بیان فرماتا ہے کہ آسمانوں کا اور زمین کا بنانا انسان کے پیدا کرنے سے زیادہ مشکل یا سخت تر ہے حالانکہ خدا کے نزدیک نہ آسمان وزمین کا پیدا کرنا مشکل ہے نہ انسان کا مگر اس مقام پر اُنہی کے خیال کے موافق خدا نے فرمایا کہ جس چیز کی خلقت کو تم ایسا مشکل یا سخت تر جانتے ہو تو خدا کو تمہارا پیدا کرنا یا پھر دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اب انصاف سے دیکھا جاوے کہ اس طرز کلام سے اشد کے معنے لوہے یا تانبے کے پتر کی مانند جسم کے قرار دینے کیسی نافہمی کی بات ہے اور پھر اُس کو ایک مسئلہ مستحکم قرار دینا اور اُس کے برخلاف کہنے والے کو کافر کہنا خود کفر ہیں گرنا ہے نعوذ باللہ منہا +

تفسیر کبیر میں تحت تفسیر آیت کریمہ "أأنتم اشد خلقا ام السماء" کے لکھا ہے کہ " انہ استدلال علی منکر البعث فقال انتم اشد خلقا ام السماء فنبہھم علی امر یعلم بالمشاھدۃ وذالک لان خلقۃ الانسان علی صغرہ وضعفہ اذا اضیف الی خلق السماء علی عظمہا وعظم احوالہا فیبین تعالےٰ ان خلق السماء اعظم واذا کان کذالک فخلقھم علی وجہ الاعادۃ اولی ان یکون مقدوراً للہ تعالےٰ فکیف ینکرون ذالک ونظیرہ قولہ اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم وقولہ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس والمعنے اخلقکم بعد الموت اشد ام خلق السماء ای عندکم وفی تقدیرکم فان کلا الامرین بالنسبۃ الی قدرۃ اللہ واحد" +

یعنی تفسیر کبیر میں ءا نتم اشد خلقا ام السماء کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو لوگ بعث کے منکر تھے اُن پر دلیل لانے کے لئے خدا نے فرمایا ہے کہ تمہارا پیدا کرنا مشکل یا سخت تر ہے یا آسمان کا پس اُن کو ایسی بات سے جسکو وہ علانیہ دیکھتے تھے خبردار کیا کیونکہ جس وقت انسان کی خلقت کو جو ضعیف اور صغیر ہے آسمان سے نسبت دیجاوے جو ایسا بڑا ہے اور اُس میں بہت بڑی بڑی حالتیں ہیں تو خدا نے بتایا کہ آسمان کا پیدا کرنا بڑا کام ہے اور جبکہ یہ بات ہے تو تمہارا پھر پیدا کرنا کچھ بڑی بات نہیں تو بدرجہ اولیٰ خدا کی قدرت میں ہوگا پھر کیونکر تم اُس کا انکار کرتے ہو۔ اِس کی ایسی مثال ہے جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جس نے آسمان و زمین پیدا کئے کیا اِس بات پر قادر نہیں ہے کہ اُنھی کی مانند اور پیدا کرے یا جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے سے بڑا ہے اور مطلب یہ ہے کہ آیا مرنے کے بعد تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا تمہارے نزدیک آسمانوں کا پیدا کرنا مشکل ہے اگرچہ خدا کی قدرت کے نزدیک تو یہ دونو باتیں یکساں ہیں یعنی کچھ مشکل نہیں ہیں۔ پس اب غور کا مقام ہے کہ لفظ اشد سے آسمانوں کا سخت جسم ہونا کیونکر ثابت ہوتا ہے +

اور اگر لفظ اشد سے مستحکم و مضبوط کے معنے لئے جائیں تو بھی اُس سے یہ سمجھنا کہ آدمی کے پوست سے آسمان کا پوست اور اُس کے جسم سے آسمان کا جسم اور اُسکی ہڈی پسلی سے آسمان کی ہڈی پسلی زیادہ مضبوط اور سخت ہے نادانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ بیشک آسمان اور زمین اور پہاڑ اور درخت کو ہم دیکھتے ہیں کہ انسان سے

زیادہ پائدار ہیں اسی زمین پر اور اسی آسمان کے تلے ہزاروں لاکھوں
نبی اور ولی اور شہداء اور صالحین آئے اور گذر گئے سکندر و
دارا جمشید و فریدوں بھی ہوئے اور گذر گئے بہت سے کفر کے فتوے
دینے والے پیدا ہوئے اور گذر گئے بہت سے مسلمان خدا و رسول پر دل و
جان سے ایمان رکھنے والے کافر بنائے گئے اور گذر گئے ہزاروں کافر و
مرتد اور خدا کے وجود کے منکر پیدا ہوئے اور گذر گئے اور ایک دن
ہم بھی اور ہمارے کفر کے فتوے دینے والے بھی گذر جاوینگے اور اپنے
اپنے اعمال لیکر خدا کے سامنے حاضر ہونگے وانی لا اعلم ما یفعل بی وما
یفعل بھم ولا کنی ارجو رحمت ربی انه هو ارحم الراحمین اور باوجود
ان سب حوادث کے آسمان اور زمین ویسے ہی ہیں جیسے کہ تھے تو ضرور
کوئی پوچھنے والا پوچھ سکتا ہے أأنتم اشد خلقا ام السماء مگر اُس سے
یہ مراد لینی کہ ہم مٹی کے ہیں اور آسمان لوہے کا اس تیرھویں صدی کے
مولویوں کے جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے بھی کفر کا تحفہ لانے والوں کے
یار غار ہیں اور کس سے ہو سکتا ہے وانا افوض امری وامرکم الی اللہ
ان اللہ بصیر بالعباد +

ساتواں لفظ "امساک" کا ہے خدا نے فرمایا کہ وہی تھام رکھتا
ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے کیسی صاف اور سیدھی بات ہے ہم آسمان
کو ایک گنبد کی چھت کی مانند دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ ٹھہری
ہوئی ہے اور ہم پر گرتی نہیں اسی خیال کے موافق اگر ایک فصیح عرب
اول کہے کہ کسی صاحب قدرت نے آسمان کو زمین پر گرنے سے تھام
رکھا ہے تو اُس کا یہ کہنا بالکل سچ اور صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو خدا

کا یہ کہنا بھی کہ مینے آسمان کو زمین پر گرنے سے تھام رکھا ہے صحیح ہے اس
قول پر اپنی طرف سے زیادہ حاشیے لگانے کہ آسمان پر فرشتے رہتے ہیں اسلئے
ضرور ہے کہ وہ سخت و صلب ہو تا کہ فرشتے اسپر ٹک سکیں اور جبکہ وہ سخت و
صلب ٹھیرا تو ضرور ہے کہ اسکا لوہے کے پترّوں کا سا جسم ہو اور جب وہ
ایسا ہوا تو ضرور ہے کہ بوجھل اور ثقیل لاکھوں کروڑوں پدموں بے انتہا
من کا ہو محض لغو اور واہیات بات ہے اور قرآن مجید کے اسلوب بدیع
کے بالکل مخالف ہے *

آٹھواں لفظ "بنا" کا ہے اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ فرمایا ہے کہ
مینے آسمان کو پیدا کیا بلا شبہ وہی خالق ہے بنا کا لفظ اور خلق کا
دونو ہم معنے یا باہم مرادف ہیں کون اس سے انکار کرسکتا ہے کہ خدا نے آسمان
نہیں بنایا بلا شبہ ہم کو دکھائی دیتا ہے کہ ہمارے لئے ایک محل ہے جس میں
ہزاروں لاکھوں گیاس اور میگنٹ کی روشنی سے بھی عمدہ روشنی کے مصابیح
روشن ہیں وہ ایسی خوبصورت ہمکو دکھائی دیتی ہیں جیسے کہ بلور کی ہانڈیوں
اور فانوسوں میں میگنٹ کی روشنی ہو رہی ہے پس یہ حال جو ہمکو آنکھوں
سے دکھائی دے رہا ہے اُسی کو خدا بتلاتا ہے کہ مینے آسمان کو تمہارے لئے
محل بنایا ہے کمبختو میری عبادت کرو میری وحدانیت کا اقرار کرو میرے
رسول کی تابعداری کرو جو کوئی میرا اور میرے رسول کا اقرار کرے اُسکو
کافر مت کہو نہ مانو تو جہنم میں جاؤ بس خدا کے کلام کا تو اسیقدر مطلب ہے
آگے اُسپر حاشیے لگانے اور کہنا کہ جب بنا کا اطلاق ہوا ہے تو ضرور اُسکی
بنیاد کوہ قاف پر پڑی ہو گی اور جب اُسکو محل کہا ہے تو وہ ضرور گنبد کی
چھت کیطرح ڈاٹ لگا کر بنایا گیا ہو گا اور اینٹ پتھر کی جگہ بلور کے پتھر

لگائے گئے ہونگے یا کانچ کے شیشہ کی طرح ڈھالا گیا ہوگا اور کچھ نہیں تو لنڈن کے کرسٹل بلیس کیطرح تو ضرور ہوگا محض بیجا و نادانی ہے +

قسم چہارم۔ میں جو آئتیں بیان ہوئی ہیں اور جنمیں لفظ سموات کا آیا ہے اُن میں کئی لفظ بحث کے ہیں +

اوّل۔ لفظ۔ "سُموات" بحث یہ ہے کہ اِس لفظ کا ہمیشہ جمع ہی پر اطلاق ہوتا ہے یا مفرد پر بھی تفسیر کبیر میں لکھا ہے "وانما قال کانتا رتقا ولم یقل کن رتقا لان السموات لفظ الجمع والمراد به الواحد الدال علی الجنس قال الاخفش السموات نوع والارض نوع ومثله ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا" یعنی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ آسمانوں اور زمین دونو کے منہ بند تھے یعنی آسمانوں اور زمین دونو کے یعنی آسمانوں کو ایک کہا اور زمین کو ایک کہا اور یہ نہیں کہا کہ سب آسمانوں کے جو بہت سے ہیں منہ بند تھے اور زمین کا منہ بند تھا۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ سموات جمع کا صیغہ ہے لیکن اُس سے ایک بھی مراد لیا جاتا ہے کیونکہ وہ سب آسمانوں کے ایک طرح کا ہونے پر دلالت کرتا ہے اخفش کا قول ہے کہ سموات ایک نوع ہے اور زمین ایک نوع اور اِسی کی مانند خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تھامتا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ وہ دونو ٹل نجاویں۔ اِس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سموات کے لفظ سے سماء بھی مراد ہوتا ہے اِسی طرح سے سماء پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہے اس لئے کہ اُس کا ہر جزو سماء ہے کقولہ تعالیٰ ثم استوی الی السماء فسواھن سبع سموات پس اس قسم میں ہم نے جو آئتیں لکھی ہیں اُن میں سے بعضی آیتوں کو قسم پنجم میں بھی لکھا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اُن میں جو لفظ سموات کا آیا ہے اگر اس

سے سماء بصیغہ مفرد مراد لیا جاوے تو تو وہ آئتیں قسم چہارم میں داخل رہتی ہیں بلکہ قسم سوم میں شامل ہوسکتی ہیں اور اگر اس سے جمع ہی مراد لیجاوے تو پھر ان کا ٹھکانا بجز قسم پنجم کے اور کہیں نہیں ہوسکتا +

دویم ۔ لفظ "خلق" قابل بحث ہے ہرگاہ ہمنے فضائے محیط کو سماء اور اسکے طبقات کو جو بسبب وجود کواکب کے یا اور کسی حد ظاہر کے پیدا ہوگئے ہیں سموات کہا اور اس بات کا بھی دعوے نہیں کیا کہ اس میں کوئی جسم سیال اثیری ہے یا نہیں تو گویا ہمنے شے معدوم کو سماء وسموات کہا یا ایسی چیز کو سماؤ سموات کہا جسکا کوئی وجود جسمانی نہیں ہے تو پھر اُسپر خلق کا اطلاق کیونکر صادق آتا ہے +

مگر یہ تمام خیالات کج فہمی سے پیدا ہوتے ہیں سیدھی سمجھ کا آدمی اِن خیالات کی غلطی بخوبی سمجھ لیتا ہے +

اوّل تو یہ کہنا کہ عدم غیر مخلوق ہے نہایت غلطی ہے عدم محض نہ کبھی موجود تھا اور نہ کبھی موجود ہوگا پس ایسی چیز جو کبھی موجود ہی نہیں ہوسکتی اسکی نسبت یہ کہنا کہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق محض نادانی ہے باقی رہا عدم ممکن جسکو عدم الشئی سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ موجود بھی ہوتا ہے اور جب موجود ہو تو وہ بلا شبہ مخلوق ہے پس جو حقیقت آسمان کی ہمنے بیان کی اُسپر معدوم غیر موجود ہونے کا اطلاق نہیں ہوسکتا بلکہ معدوم الجسم کہہ سکتے ہیں اور شے مخلوق کے لئے یا جسپر مخلوق ہونے کا اطلاق ہوتا ہے اُس کا مجسم ہونا ضرور نہیں ہے ۔ خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ خلق الموت والحیات حالانکہ موت اور حیات کوئی شے جسمانی نہیں ہے پھر فرمایا ہے کہ خلق اللیل والنھار و جعل الظلمات والنور حالانکہ رات ظلمت یعنی عدم النور کا

نام ہے اولیل ونہار یعنی رات دن اور نور وظلمت دونو جسمانی نہیں ہیں پس
خلق کا لفظ نسبت سموات کے ہمارے کلام کے منافی نہیں ہے +
استوا اور خلق دونو کی مراد واحد ہے قال الامام فی تفسیرہ ثم
الستوی الی السماء کنایة عن ایجاد السماء والارض یعنے استویٰ کے
لفظ سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا مراد ہے +
تیسرا لفظ "رتق وفتق" قابل بحث ہے ہمنے اسی آیت کے
ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ معہ تفسیر
کے لکھدیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونو لفظ ہمارے کلام کے
منافی نہیں۔ ہمارے نزدیک تو اس مقام پر سموات بادلوں سے مراد ہے
جنپر بسبب کثرت وتعدد کے جمع کا صیغہ بولا گیا ہے اور بڑی تائید اِس
بات سے ہوتی ہے کہ اِسی آیت میں خدا فرماتا ہے وجعلنا من الماء کل
شیٔ حی اور صداقت اِس آیت کی ہر شخص ہمیشہ اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے
بادل آتے ہیں اور گھرے رہتے ہیں اور نہیں برستے پھر اللہ تعالیٰ اُن کا مُنہ
کھولتا ہے اُن سے مینھہ برستا ہے زمین خشک ہو جاتی ہے کھیتی نہیں رہتی
کچھہ اُگانے کے قابل نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اُس کا مُنہ کھولتا ہے سب چیز
اُس میں سے پیدا کرتا ہے اور یہ سب باتیں ہمیشہ تمام لوگ دیکھتے رہتے
ہیں بعض علماء اِسلام نے یہود کی تقلید سے یہ خیال کیا تھا اِس آیت سے
یہ مراد ہے کہ آسمان وزمین آپس میں چمٹے ہوئے تھے جیسے بدن پر کھلڑی
خدا نے زمین کی کھلڑی کھینچ کر آسمان بنا دیا مگر یہ صرف یہودیوں کا
قصہ ہے اُسی کی تقلید سے اُن علماء نے قرآن کی بھی تفسیر کی ہے جن لوگوں
کو خدا نے مخاطب کیا ہے وہ آسمان وزمین کی پیدایش کے وقت کہاں تھے

جو وہ دیکھتے کہ آسمان زمین سے بدن کی کھلڑی کی مانند چمٹا ہوا تھا یا نہیں *
اکثر مفسرین نے بھی اِس آیت کی تفسیر ہمارے قول کے مطابق کی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ہمنے سموات کا اطلاق بادلوں پر کیا ہے اور اُنھوں نے اِس نیلی چھت پر جو ہمکو دکھائی دیتی ہے چنانچہ ہم اُس کو تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہیں *

قال الامام فی قول الثالث وھو قول ابن عباس واکثر المفسرین ان السموات والارض کانتا رتقا بالاستواء والصلابۃ ففتق اللہ السماء بالمطر والارض بالنبات والشجر ونظیرہ قولہ تعالی والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع ورجحوا ھذا الوجہ علی سائر الوجوہ لقولہ بعد ذالک وجعلنا من الماء کل شیٔ حی وذالک لا یلیق الا وللماء تعلق بما تقدم ولا یکون کذالک الا اذا کان المراد ماذکرنا فان قیل ھذا الوجہ مرجوح لان المطر لا ینزل من السموات بل من السماء واحد وھی سماء الدنیا قلنا انما اطلق علیہ لفظ الجمع لان کل قطعۃ منھا سماء کما یقال ثوب اخلاق وبرمۃ اعشار واعلم ان علی ھذا التاویل یجوز حمل الرویۃ علی الابصار۔

یعنی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی نسبت تیسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ ابن عباس کا اور اور بہت سے مفسرین کا یہ قول ہے کہ آسمان و زمین بسبب سختی اور سپٹ پڑ ہونیکے منہ بند تھے پھر منہ کھولا اللہ تعالےٰ نے آسمان کا مینہہ سے اور زمین کا نباتات اور درخت اُگانے سے اور اُسی کی مانند خدا کا یہ قول ہے قسم ہے پھرنے والے یا برسنے والے بادل کی اور اُگانے والی پھٹاؤ والی زمین کی اور

اس وجہ کو تمام وجہوں کو ترجیح دی ہے خدا تعالٰے کے اِس قول کی دلیل
سے جو اسی کے بعد ہے کہ کیا ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ اور اس آیت
کا پہلی آیت سے جب ہی جوڑ ملتا ہے جبکہ پہلی آیت کو پانی سے کچھ تعلق ہو
اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ وجہ ضعیف ہے اِس لئے کہ مینہہ آسمانوں
سے نہیں آتا بلکہ ایک آسمان سے جو دنیا کا آسمان ہے اُترتا ہے تو اُسکا
جواب ہم یہ دینگے کہ دنیا کے آسمان پر جمع کا صیغہ اِس لئے بولا گیا ہے
کہ اُس کا ہر ایک ٹکڑا آسمان ہے جس طرح کہ عرب بولتے ہیں ثوب اخلاق
اور برمۃ اعشار اب یہ بات بھی جاننی چاہئے کہ اِس تاویل پر جائز
ہے کہ رویت کے لفظ کے معنے آنکھوں سے دیکھنے کے کئے جاویں +

قسم پنجم میں جو آیتیں لکھی ہیں اُن کے الفاظ و معانی کی تشریح
اُنہی کے ساتھ ہے پس اب کوئی لفظ آیات قرانی میں میری دانست
میں ایسا نہیں رہا جس پر بحث درکار ہو +

اب میں اپنے اس آرٹیکل کو ختم کرتا ہوں +

راقم سید احمد

وجود آسمان

از نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب مرحوم

مسلمان جو یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کی رو سے ہر ایک مسلمان کو اس بات کا اعتقاد کرنا فرض ہے کہ آسمان ایک مجوّف کروی جسم گنبد کی مانند ہے اور انڈے کے چھلکے کی طرح دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور زمین مثل انڈے کی زردی کے اُس میں ہے اور تمام ستارے اُس میں جڑے ہوئے ہیں۔ یہ سمجھ اور یہ اعتقاد اُنکا غلط ہے +

حکماے یونان نے اپنی حکمت اور اپنے علم ہیئت میں آسمان کو جسم کروی محیط زمین کے اور ستاروں کا اُس میں جڑا ہوا ہونا بیان کیا تھا۔ یہودی بھی آسمانوں کو ایسا ہی سمجھتے تھے مسلمانوں نے بھی قرآن مجید کی آیات متشابہات پر جن میں آسمانوں اور ستاروں کا ذکر ہے بخوبی غور و فکر نہیں کیا اور جیسا کہ اُس زمانہ میں رواج تھا۔ اور جہاں تک اُس زمانہ میں ترقی علوم کی ہوئی تھی اُسی کے مطابق اُن کے معنے کر دیئے ورنہ قرآن مجید سے اِس اعتقاد کا ثبوت مطلق نہیں ہے +

قرآن مجید میں آیات متشابہات کا ہونا خصوصاً اِن امور میں جو زمین و آسمان اور ستاروں اور فرشتوں اور بہشت و دوزخ سے علاقہ رکھتے ہیں نہایت حکمت اور ایک عجیب قدرت کی بات ہے اگر حقائق واقعی موجودات کی بذریعہ آیات محکم قرآن مجید میں بیان کی جاتی تو تمام دنیا اُس میں حیران و پریشان ہو جاتی اور تعلیم روحانی جو اصلی مقصود قرآن مجید تھی غیر مقصود جھگڑوں میں برباد ہو جاتی اس لئے اِن حقائق کا بیان بذریعہ آیات متشابہات کے ہوا جنکے الفاظ مستعملہ مخالف علم و ادراک اُس زمانہ کے لوگوں کے نہ تھے اور اُنکے معانی

محققہ حقیقت اشیائے کما ھی علیہ پر دلالت کرتے تھے اور یہ طرز بیان ایسا عمدہ ہے کہ اعجاز قرآن میں شمار ہو سکتا ہے +

پس اب ہم مسلمانوں کو یہ اعتقاد کرنا چاہیئے کہ درحقیقت آسمان کوئی وجود مجسم مثل گول گنبد یا چورس چھت کے نہیں ہے بلکہ تمام ستارے چاند اور سورج جن میں زمین بھی ایک ستارہ ہے فضائے بسیط میں معلق ہیں اور قدرتی ستون کے ذریعہ سے جسکو ہم نہیں دیکھ سکتے اور جس کا نام لسان شرع میں عمد غیر مرئی اور زبان اہل علم میں جذب ہے اپنی اپنی جگہ پر قائم ہے جو کہ ہمارے سر کے اوپر ہے اُس کا نام آسمان ہے جس طرح کہ ہم اپنے سر پر کی چیزوں کو جو حقیقت میں امریکہ کے رہنے والوں کے تحت قدم ہیں آسمان کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اسی طرح امریکہ کے رہنے والے اپنے سر پر کی چیزوں کو جو درحقیقت جو ہمارے تحت قدم ہیں آسمان کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں +

یہ کچھ ہمارا ہی قول نہیں ہے بلکہ اگلے مسلمان عالم بھی اس بات کے قائل ہوئے ہیں امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں "السماء عبارۃ عن کل ما ارتفع" یعنی آسمان کا لفظ ہر اوپر کی چیز پر بولا جاتا ہے +

قرآن مجید میں بھی سماء کا لفظ انہی معنوں میں آیا ہے جہاں خداتعالے نے فرمایا ہے کہ "وانزل من السماء ماء" یعنی برسایا خدا نے اوپر سے پانی۔ پس اس جگہ سماء یعنی آسمان کے لفظ سے اگلے لوگوں کے نزدیک بھی یونانی حکیموں والا آسمان مراد نہیں بلکہ صرف اوپر کی سمت مراد ہے +

قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آسمانوں کا ایک ایسا وجود جیسا کہ یونانی حکیموں نے بیان کیا ہے نہیں ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے ستاروں کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ تیرتے پھرتے ہیں۔ پھر اگر وہ آسمان میں جڑے ہوئے

ہوتے تو وہ نیر تے کیونکر پھرتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان کوئی وجود مجسم نہیں ہے اور نہ ستارے کسی میں جڑے ہوئے ہیں بلکہ معلق ہیں اور خود اپنی اپنی جگہ میں تیرتے پھرتے ہیں +

فلک کے معنے بھی جو مسلمانوں نے مثل آسمان کے جسم مجوف کروی محیط ارض قرار دیئے ہیں یہ بھی غلط ہے بلکہ فلک کے معنے اُس دائرہ کے ہیں جو کسی ستارہ کی گردش سے ذہن میں یا خیال میں پیدا ہو جاتا ہے جیسے کہ بنیٹی پھراتے ہیں تم نے دیکھا ہوگا کہ گول چکر بنجاتا ہے حقیقت میں وہ چکر نہیں ہے بلکہ صرف بنیٹی کے سروں کی گردش کرنے کا رستہ ہے جو خیال میں مثل فلک یعنی دائرہ کے دکھائی دیتا ہے یا جب کبھی لڑکے ڈور کے سرے میں پتھر یا گیند باندھکر زور زور سے پھرلتے ہیں تو ایک وہمی حلقہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ حقیقت میں وہ حلقہ مجسم نہیں ہے بلکہ اُس پتھر یا گیند کی گردش کی راہ ہے جو وہم میں مثل فلک یعنی دائرہ کے دکھائی دیتی ہے +

قرآن مجید کی اِس آیت سے کہ "کل فی فلک یسبحون" یعنی ہر ستارہ ایک گھیرے میں تیرتا پھرتا ہے۔ بالکل ٹھیک ٹھیک فلک کے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں جو ابھی ہم نے بیان کئے ہیں +

شارح چغمینی نے بھی لکھا ہے کہ "ان الفلک یطلق علی غیر المجسم ایضا کالدائرۃ محیطا تھا" یعنی فلک کا لفظ غیر مجسم چیز پر بھی بولا جاتا ہے جیسے کہ دائرہ پر یا حلقہ پر +

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ "او دائرۃ یفعلھا الکواکب بحرکۃ" یعنی فلک ایک دائرہ بھی ہو سکتا ہے جو ستارہ اپنی چال سے بناتا ہے +

اور اِس بات کے ثبوت کے لئے کہ آسمان سے صرف ستاروں کا رستہ

مراد ہے بڑی دلیل یہ ہے کہ خود خدا تعالےٰ نے ایک جگہ قرآن مجید میں آسمانوں کے لفظ کے بدلے ستاروں کی راہ فرمایا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے "و لقد خلقنا فوقکم سبع طرائق" جیسا کہ خدا تعالےٰ نے اس طرح فرمایا ہے کہ ہم نے سات آسمان پیدا کئے ہیں اسی طرح اس آیت میں یہ فرمایا کہ ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں پیدا کی ہیں۔ آسمانوں کی جگہ راہیں فرمائیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان اور ستاروں کے چلنے کی راہ ایک چیز ہے اور راہ ستاروں کی ضرور نہیں کہ جسم مجسم ہو بلکہ کرات متعلق کی فضائے بسیط میں جس طرف حرکت ہے وہی اس کی راہ ہے +

اب اُن لفظوں سے بحث باقی رہی جن میں صفات آسمانوں کی بیان ہوئی ہے اور جس سے آسمانوں کے مجسّم ہونے کا شبہ پڑتا ہے مگر حقیقت میں اُن سے بھی مجسّم ہونا آسمانوں کا ثابت نہیں ہوتا +

اوّل یہ کہ ایک جگہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "خلق سبع سموات طباقا" یعنی سات آسمان تہ بتہ پیدا کئے اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک آسمان دوسرے آسمان سے ایسا ملا ہوا ہے جیسے کہ پیاز سے پرت اور یہی مذہب حکمائے یونان کا بھی تھا کہ ایک آسمان کا مقعر نیچے کے آسمان کے محدب سے ملا ہوا مانتے تھے +

مگر امام فخر الدین رازیؒ نے ان معنوں کو تو باطل کر دیا وہ کہتے ہیں کہ "لعل المراد کونہا طباقا کونہا متوازیة لا انہا متماسة" یعنی تہ بتہ ہونے سے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں شاید اُن کا ایک دوسرے کے متوازی ہونا مراد ہو +

مگر حقیقت میں یہ معنے بھی جو امام فخر الدین رازیؒ نے لئے ہیں صحیح نہیں

ہیں۔ اصل یہ ہے کہ سماء یعنی آسمان کا لفظ عربی زبان کے محاورہ میں ہر اوپر کی چیز پر جو بلا تعلق زمین کے متعلق دکھائی دیتی ہو بولا جاتا ہے مثلاً چاند۔ سورج۔ ستاروں پر بھی سماء کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور اُن کی حرکت سے جو دائرہ یا گھیرا تخییل ہوتا ہے اُس پر بھی سماء کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ بادلوں پر بھی سماء کا لفظ بولا جاتا ہے اور یہ نیلی نیلی چھت جو ہم کو دکھائی دیتی ہے اُس پر بھی سماء کا لفظ بولا جاتا ہے اوپر کی سمت پر بھی جو خلاے بسیط ہے سماء کا لفظ اطلاق ہوتا ہے پس خلق سبع سمٰوٰتٍ طباقاً کے یہ معنے ہیں کہ خلق اللہ تعالیٰ ھذہ السمت المرتفعۃ علیٰ سبع ارتفاعات طباقا یعلمھا اھل ذالک الزمان بعدد سبع اجرام عظام یقال لھا الکواکب السبع۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اِس اونچائی کو سات اونچے طبقوں میں پیدا کیا ہے جس کو اُس زمانہ کے لوگ سات بڑے بڑے جسموں کے سبب جنکو سات ستارے کہتے تھے درجہ بدرجہ جُدا جُدا سمجھتے تھے جیسے کہ ہم ایک سطح پر نقاط مفروضہ مقرر کر کر اُس سطح واحد کو طبقات قرار دیں پس اس آیت سے یونانی حکیموں کے آسمان کا وجود ثابت نہیں ہوتا +

دوسرے یہ کہ ایک جگہ قرآن مجید میں آیا ہے وبنینا فوقکم سبعاً شدادًا وجعلنا سراجًا وھاجًا۔ یعنی بنائیں ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط چیزیں اور کیا ہم نے ایک کو چراغ روشن۔ اِس آیت میں جن سات مضبوط چیزوں کا ذکر ہے اُن سے یونانی حکیموں کے سات آسمان مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ اُن سات مضبوط چیزوں سے وہی سات سیارے مراد ہیں جن کو اُس زمانہ کے لوگ بھی جانتے تھے اور جبکہ اُسکے

بعد یہ فرمایا ہے کہ کیا ہمنے ایک کو چراغ روشن جس سے علانیہ سورج مراد ہے جس کو لوگ اُن سات میں سے ایک سمجھتے تھے تو اب کچھ شبہ نہیں رہا کہ اُن سات چیزوں سے یونانی حکیموں والے سات آسمان مراد نہیں ہیں بلکہ وہ سات چیزیں مراد ہیں جن کو اُس زمانہ کے لوگ سبع سیارہ کہتے تھے +

تیسرے یہ کہ ایک جگہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد ترونھا - اِس آیت سے بھی یونانی حکیموں والا آسمان ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ آیت بالکل اُس مطلب کو جو ہم نے بیان کیا ہے واضح کر دیتی ہے اِس لئے کہ اِس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اللہ وہ ہے جسنے اُٹھا دیا اوپر والی چیزوں کو بغیر ستون کے جس کو تم دیکھو - اِس سے معلوم ہوا کہ جو چیزیں ہم کو اوپر دکھائی دیتی ہیں اُن کے کئے ستون تو ہے مگر وہ ایسا ستون ہے کہ ہم کو دکھائی نہیں دیتا - اب سمجھو کہ وہ ستون کیا ہے وہی قوت جاذبہ ہے جو خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک کرۂ معلق میں پیدا کی ہے جسکے سبب تمام اوپر کی چیزیں معلق بغیر ظاہری ستون یا سہارے کے کھڑی ہیں +

امام فخر الدین رازیؒ نے جو کچھ اِس مقام پر لکھا ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ بعض مفسرین کی یہی رائے تھی کہ خلاء غیر محدود میں کرات معلق ہیں چنانچہ وہ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں و عندی فیه وجه اٰخر احسن من الکل وهو ان العماد ما یعتمد علیه وقد دللنا علی ان هذه الاجسام انما بقیت واقفة فی الجو العالی بقدرت اللہ تعالےٰ وحینئذ یکون عمدها هو قدرة اللہ تعالیٰ فنتج ان یقال انه رفع السماء بغیر عمد ترونها ای لها عمد فی الحقیقة الا ان تلک العمد هی قدرة اللہ تعالےٰ

وحفظه وتدبیرہ وابقاؤہ ایاھا فی الجو العالی وانھم لا یرون ذالک التدبیر ولا یعرفون کیف ذالک الا مثال۔ یعنی امام فخر الدین رازیؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس آیت کی تفسیر میں سب سے اچھی ایک اور بات ہے اور وہ یہ ہے کہ ستون اس چیز کو کہتے ہیں جس کے سہارے سے کوئی چیز ٹھیری رہے اور ہم نے ثابت کیا ہے کہ یہ تمام جسم صرف خدا کی قدرت سے اس قدر وسیع جو ہیں ٹھیرے ہوئے ہیں تو اب وہی خدا کی قدرت اُن کے لئے ستون ہوگی پس نتیجہ یہ نکلا کہ خدا تعالےٰ نے آسمان یعنی اوپر کی چیزوں کو بغیر ایسے ستون کے جس کو تم دیکھو اُٹھا رکھا ہے وہ خدا کی قدرت اور اس کی نگہبانی اور تدبیر اور اُس کا ٹھیرائے رکھنا ایسی چیزوں کا اتنے بڑے جو ہیں ہے اور بے شک بندے اُن تدبیروں کو نہیں دیکھتے اور ان باتوں کو نہیں جانتے +

اگر اس زمانہ میں امام فخر الدین رازیؒ ہوتے تو اُن کو اتنی بڑی تقریر اور ٹیڑھی سیدھی باتیں نہ بنانی پڑتیں بلکہ وہ نہایت آسانی سے سمجھ لیتے کہ وہ جس کو ہم نہیں دیکھتے جس سے تمام کرات معلقہ تھمے ہوئے ہیں وہ قوت جذب ہے جو خدا نے ہر ایک میں پیدا کی ہے +

چوتھے یہ کہ قرآن مجید میں آسمان کی نسبت تین لفظ اور آئے ہیں جن کی تفسیر میں کم غور کرنے والوں کو دقت پڑتی ہے اور وہ لفظ یہ ہیں۔ سقفاً محفوظاً۔ مالھا من فروج۔ والسقف المرفوع۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان تینوں لفظوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان چھت کی مانند ہے اور جب چھت کی مانند ہوا تو ضرور جسم ہوگا +

اِس خیال پر بعض مفسرین کی اور شامت آئی کہ وہ یہ سمجھے کہ جب

چھت کی مانند ہوتا تو ضرور چورس ہی ہوگا اور دیواروں پر ہی رکھا ہوا ہوگا
اس خیال باطل سے اُنہوں نے کہدیا کہ قرآن سے پایا جاتا ہے کہ آسمان چورس
ہے اور بڑے اونچے اونچے پہاڑوں پر ٹکا ہوا ہے۔ امام فخرالدین رازی رح
نے ایک لغو طور پر جیسا کہ اُس زمانہ کے فیلسوفوں کا دستور تھا اِس بیان
کو رد کیا ہے مگر اصل یہ ہے کہ یہ الفاظ کچھ بھی منافی یا مخالف حقیقت کے
نہیں ہیں۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ آسمان ہر اوپر کی چیز پر بولا جاتا ہے
پس یہ نیلی نیلی چیز جو ہم کو دکھائی دیتی ہے اور جو حقیقت میں مثل دخان یا ہوائے
محیط کے ایک جسم رکھتی ہے اور ہماری دنیا کے چاروں طرف محیط ہے اور دنیا
کے رہنے والوں کو مثل سقف گنبدی کے دکھائی دیتی ہے اُس پر بھی آسمان
کا اطلاق ہوتا ہے مگر یہ نیلی چیز حکیموں والا آسمان نہیں ہے۔ پس اگر اِس
نیلی چیز پر سقف مرفوع اور سقف محفوظ کا اطلاق ہوا تو مشکل اور دقت کیا
پیش آئی ؛

ایک اور مصیبت مفسرین پر پڑی ہے کہ قرآن مجید میں آسمان کی نسبت
لفظ دخان بھی آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف دہواں ہے۔
اب تو مفسرین کے ہوش گئے اور سمجھے کہ اب تو یونانی حکیموں والا آسمان بھی
نہ رہا اور شیخ چلی کی طرح سونے کا گھر خاک ہو گیا تو اس پر جناب شاہ ولی اللہ
صاحب حجۃ البالغہ میں ارقام فرماتے ہیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھ میں دہوئیں
کی مانند دکھائی دے مگر اصل میں ایسا نہ ہو اِس پر ابن مسعود کا ایک قول
بے سند نقل کیا ہے کہ بھوک کے مارے آنکھوں میں آسمان مثل دہوئیں
کے دکھائی دیگا پھر فرماتے ہیں کہ میاں قرآن کی باتوں سے انکار کرنا منع ہے
اگر سمجھ میں نہ آوے تو ظاہری اُسکے معنوں ہی پر ایمان رکھنا چاہیئے کہ

اقل درجات ایمان اُن کا مان لینا اور تصدیق کرلینا ہے۔ مگر ہم دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ جناب ہم اقل درجات ایمان نہیں چاہتے ہم تو اعلےٰ درجات ایمان پر پہنچے ہوئے ہیں +

یہ باتیں ہم نے کچھ گستاخی کی راہ سے نہیں لکھیں بلکہ جتنا کہ ہم امام رازیؒ اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا ادب کرتے ہیں اور اُن کو علماء محققین ربّانی سے سمجھتے ہیں اتنا کوئی نہ کرتا ہوگا نہ سمجھتا ہوگا۔ مگر اس تحریر سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ لوگ یہ بات سمجھیں کہ حقیقت اشیاء روز بروز زیادہ تر منکشف ہوتی جاتی ہے اور جس قدر کہ ہمارا علم ترقی پاتا ہے اُسی قدر کلام ربّانی کی حقیقت زیادہ تر واضح ہوتی ہے۔ پس اقوال مفسرین سابق ہی پر ہم کو منحصر رہنا نہیں چاہئے +

ہماری دنیا کو ایک مادہ رقیق سیّال محیط ہے جس کا نام دخان کہو خواہ ہوائے محیط کرۂ ارض خواہ اور کچھ" اور وہی مادہ اس بات کا سبب ہے کہ ہم کو یہ نیلی چھت جس کو آسمان بھی کہتے ہیں دکھائی دیتی ہے پس یہ بات کہنا کہ آسمان دخان ہے بالکل حقیقت کے مطابق ہے اور کچھ بھی تاویل اور تردد کی حاجت نہیں ہے۔ یہ ساری خرابی اس لئے پڑتی ہے کہ ہم نے اپنی غلطی سے ہر جگہ لفظ آسمان کا مصداق یونانی حکیموں کے آسمان کو سمجھ رکھا ہے +

پانچویں۔ یہ کہ قرآن مجید میں آسمان کی نسبت فتح ابواب بھی آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان ایک جسم مجسّم ہے اور اُس میں چوکھٹ اور کواڑ اور قبضے کڑے کنڈے سب لگے ہوئے ہیں جس کے سبب دروازے کھلتے بند ہوتے ہیں اور ضرور سنتری بھی دروازے

کھولنے بند کرنے کو کھڑے ہونگے۔ پھر آسمان کے وجود مجسم و مستحکم سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے مگر اس پر ہم کو بحث کرنی ضرور نہیں کیونکہ خود اگلے مفسرین اس کو رد کر چکے ہیں۔ قال الامام الغزالیؒ وھو علی طریق الاستعارۃ فان الظاہر ان الماء کان من السحاب وعلی ھذا فھو کما یقول القائل فی المطر الوابل جرت مزاریب السماء و فتح ابواب القرب۔ یعنی امام غزالی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ شدت سے مینہ برستے ہیں جو خدا تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ آسمان کے دروازے کھُل گئے تو ایسا کہنا بطور استعارہ کے ہے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ مینہ یونانی حکیموں والے آسمان ہیں سے تو برستا نہیں بلکہ بادلوں میں سے برستا ہے۔ پس آسمان کے دروازوں کا کھُلنا ایسا ہے جیسے کوئی شدت کے مینہ برستے ہیں یوں کہے کہ آسمان کے پرنالے بہ نکلے اور پکھالوں کے منہ کھُل گئے +

چھٹے یہ کہ بعضی جگہ قرآن مجید ہیں آسمانوں کے پیدا کرنے اور بنانے کا ذکر کیا اور چند جگہ اُن کا شق ہونا اور پھٹ جانا فرمایا ہے۔ پھر اگر وہ مثل یونانی حکیموں کے آسمان کے مجسم نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ یہ باتیں آسمانوں کی نسبت کیونکر منسوب کرتا +

مگر سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالےٰ نے بہت سی جگہ قرآن مجید ہیں غیر مجسم چیزوں پر خلق کے لفظ کا اطلاق فرمایا ہے بلکہ حالات مفروضہ اور اشیاء معدومہ کی نسبت بھی ایسے لفظوں کا اطلاق ہوا ہے۔ مثلاً فرمایا ہے کہ "جعل فی السماء بروجًا" یعنی بنائے آسمان ہیں برج۔ حالانکہ کسی کے نزدیک وہ کوئی جسمانی چیز نہیں ہے۔ موت اور حیات سب کے نزدیک

صرف حالتیں ہیں اُن کی نسبت بھی خلق کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے
کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ "خلق الموت والحیات" عقل کی نسبت
بھی پیدا کرنے کا لفظ آیا ہے معہذا جب کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ
اوپر کی تمام چیزوں پر آسمان کا لفظ بولا جاتا ہے تو اُن میں بہت سی چیزیں
ایسی ہیں کہ وجود اصلی بھی رکھتی ہیں۔ پس یہ بات کہنی کہ اوپر کی چیزوں کو خدا
نے بنایا ہے۔ خدا نے پیدا کیا ہے۔ اوپر کی چیزیں پھٹ جاویگی شق
ہو جاویگی۔ کچھ بھی حقیقت کے برخلاف نہیں ہے اور نہ کسی قسم کی تاویل
کی حاجت ہے غلطی تو جب ہی پڑتی ہے جب کہ قرآن کو چھوڑ کر یونانی حکیموں
کی پیروی کر کے سماء کے لفظ سے یونانی حکیموں کا بنایا ہوا آسمان مراد لیا جاوے +

اب سبع سموات کی بحث باقی رہی یعنی اگر طبقات آسمان کے
وہ معنے لئے جاویں جو سبع سموات طباقا میں بیان ہوئے تو وہ
سات نہیں قرار پا سکتے بلکہ سات سے زیادہ ہیں اور روز بروز نکلتے چلے
آتے ہیں۔ چند روز ہوئے کہ ایک ہرشل سیارہ کا طبقہ نکلا تھا۔ اور
ابھی نیچون سیارہ کا ایک طبقہ نکلا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ اور کتنے نکلتے
آوینگے پھر اُن کو سات میں منحصر کرنا کیونکر صحیح ہوگا +

مگر یہ سمجھ کہ خدا نے اُن طبقوں کو سات میں منحصر کر دیا ہے غلط ہے
کوئی تعداد بیان کرنے سے عدد زائد کی نفی لازم نہیں آتی۔ امام رازی صاحب
فرماتے ہیں فان قال قائل ھل یدل التنصیص علی سبع سموات
علی نفی العدد الزاید قلنا الحق ان تخصیص العدد بالذکر لا یدل
علی نفی الزاید۔ یعنی اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ کیا سات آسمانوں کی صریح
تعداد بیان کرنی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اُس سے زیادہ آسمان

نہیں ہیں تو ہم کہینگے کہ حق یہ ہے کہ کسی عدد کو بیان کرنے میں خاص کر لینا اُس سے زیادہ نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ پس صاف ظاہر ہوگیا کہ اگلے عالموں کے نزدیک بھی سات ہی میں آسمانوں کا انحصار نہیں پایا جاتا تھا +

غرضکہ بیان مذکورہ سے ثابت ہے کہ الفاظ اور آیات قرآن مجید سے وہ آسمان جس کو یونانی حکیموں نے بنایا تھا اور جس کی حقیقت ہیئت قدیمہ میں بیان کی گئی ہے ثابت نہیں ہوتا اور اُس کا منکر منکر نص قرآنی نہیں سمجھا جاسکتا اور مسئلہ ہیئت جدید جو اِس امر کی نسبت ہے وہ مخالف قرآن مجید نہیں پایا جاتا +

فتدبّر

(دین تو آسان چیز ہے) کی ایک بے مثل حکیمانہ تفسیر ہے جس میں نصوص صحیحہ سے ثبوت دیا گیا ہے کہ ہمارے مذہب کے اصول نہایت آسان ہیں اور فروع میں بھی کوئی دشواری نہیں۔ مذہبی احکام میں آجکل جو سخت دشواریاں نظر آتی ہیں وہ زمانۂ انحطاط کے مولویوں کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اسلام کے تمام احکام اصل میں نہایت سادہ و قریب الفہم ہیں ہر قوم اور ہر ملک کے لئے اسلام کی پابندی آسان ہے اور ہر حیثیت سے دنیا کے عالمگیر مذہب ہونے کی اس میں صلاحیت موجود ہے۔ مؤلفہ شمس العلماء مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی۔ قیمت ۳ر

مسلمانوں کی ترقی اور انکے تنزل کے اسباب

یہ رسالہ نواب [محس]ن الملک بہادر کی تالیف ہے۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ مسلمانوں نے تمدن کے [ہر] صنف میں کس طرح حیرت انگیز ترقی کی تھی۔ دنیا میں نہایت اعلےٰ ترین شائستگی و [ت]ہذیب کی استوار بنیاد اُنھوں نے ایک زمانہ میں کیونکر قائم کی۔ پھر تنزل کیونکر ہوا [او]ر اُسکے اسباب کیا ہیں۔ آخر میں قدیم یونان کے علوم و فنون کا تذکرہ کرکے یہ [دک]ھایا ہے کہ اِن علوم میں مسلمانوں کا کیا پایہ تھا۔ علمی دنیا کو کس انتہائی درجہ کی [تر]قی اُن کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی اور پھر جہالت کے ہاتھوں کیسا اندوہناک [او]ر عبرت خیز تنزل ہوا۔ قیمت ۸ر

[او]رنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی یہ بالکل جدید تالیف ہے [اس کی] تدوین خاص وکیل ٹریڈنگ کمپنی کے لئے ہوئی ہے۔ تاریخ اور واقعات کی تحقیق [و تنق]ید میں مولانا کا پایہ اظہر من الشمس ہے۔ شہنشاہ عالمگیر پر جو الزامات وارد [ہو]تے ہیں اور بھائیوں کے قتل۔ باپ کی گرفتاری تعصب مذہبی۔ ہندوؤں